REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS
'R INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

REGD. NO. P/GDP-3.

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد (۲۳) — شمارہ (۳۲)

ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر :- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۱۸ رجب ۱۳۹۴ھ — ۸ ظہور ۱۳۵۳ ہش — ۸ اگست ۱۹۷۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۵ ظہور (اگست) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۲ جولائی تک کے الفضل میں شائع شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ

"حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو فلو کی تکلیف چل رہی ہے۔"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ تمام احبابِ جماعت کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ اور سب کو صبر و ثبات بخشے۔ اور مخالفین کو ہدایت دے آمین۔

قادیان ۵ ظہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★ —— حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★ —— مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ بتاریخ یکم ظہور بمبئی سے قادیان تشریف لائے۔ اور اسی جگہ قیام پذیر ہیں۔

اِبتلاء مومن کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے

خدا بڑی دولت ہے اس نے یہ کبھی نہیں کیا کہ جو اُس کے ہو کر رہتے ہیں ان کو بھی تباہ کر دیا ہو!

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی جماعت کو پُر روح پرور خطاب

"مَیں جانتا ہوں کہ تم میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی وجہ سے قسم قسم کے ابتلاء اور مشکلات پیش آئیں گے۔ لیکن میں کیا کروں، یہ ابتلاء نئے نہیں۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور کوئی اس کی طرف جاتا ہے تو اس کے واسطے ضرور ہے کہ ابتلاؤں میں سے ہو کر گزرے۔ دنیا اور اس کے رشتے عارضی اور فانی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تو ہمیشہ کے لئے معاملہ پڑتا ہے، پھر اُس سے آدمی کیوں بگاڑے؟ دیکھو اصحابہؓ کو کچھ تھوڑے ابتلاء پیش آئے تھے۔ ان کو اپنا وطن، مال و دولت، اپنے عزیز رشتہ دار سب چھوڑنے پڑے۔ لیکن انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں ان چیزوں کو مری ہوئی مکھی کے برابر بھی نہیں سمجھا۔ خدا تعالیٰ کو اپنے لئے کافی سمجھا۔ پھر خدا تعالیٰ نے بھی اُن کی کس قدر قدر کی۔ اس سے وہ خسارہ میں نہیں رہے۔ بلکہ دنیا و آخرت میں انہوں نے وہ فائدہ پایا جو اُس کے بغیر انہیں مل سکتا ہی نہیں تھا۔ اِس لئے اگر کوئی ابتلاء آوے تو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ابتلاء مومن کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت رُوح میں عجز و نیاز اور دل میں ایک سوزش اور جلن پیدا ہوتی ہے۔ جس سے وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اُس کے آستانہ پر پانی کی طرح گداز ہو کر بہتا ہے۔ ایمانِ کامل کا مزا ہم و غم ہی کے دنوں میں آتا ہے۔"

(الحکم ۱۷/۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء)

"یاد رکھو! خدا تعالیٰ کا ساتھ بڑی چیز ہے ..... خدا بڑی دولت ہے۔ اس نے کبھی یہ نہیں کیا کہ جو اُس کے ہو کر رہتے ہیں ان کو بھی تباہ کر دیا ہو۔ اس کے امتحان میں استقلال اور ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ یاد رکھو! کہ امتحان وہ چیز ہے جس سے انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے ..... مومن کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے قضاء و قدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضاء پر عمل کرنا سیکھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے میرے نزدیک وہی صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں میں سے ہے۔ جان سے بڑھ کر اور تو کوئی چیز نہیں۔ اس کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہم چاہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۸۳)

دُعا کی خاص تحریک

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سلسلہ کے نامور بزرگ ہیں۔ سچے خادمِ دین اور صحیح معنوں میں واقفِ زندگی ہیں۔ نہایت درجہ خلوص و محبت اور مثالی فدائیت کے ساتھ خدمتِ دین میں مصروف رہے ہیں اور اب بھی جبکہ جماعت پر ایک نازک دَور آیا ہے، باوجود اکاسی ۸۱ سال کی عمر ہو جانے کے آپ سلسلہ کا بہت زیادہ کام کرتے ہیں۔ ان حالات کا آپ کو خاطر خواہ طور پر احساس ہے۔ اسی لئے اپنی صحت اور عمر کا خیال نہ کرتے ہوئے دن رات کام میں مصروف رہتے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

احبابِ جماعت کا فرض ہے کہ ایسے بزرگ خادمِ دین و ملت صحابی کی صحت و سلامتی اور کام والی لمبی عمر پانے کے لئے خصوصیت سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نافع الناس وجود کو ہم میں تا دیر سلامت رکھے۔ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے۔ اور بیش از بیش خدمات کی توفیق دے۔ نیز نئی پَود کو بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلنے اور اسی طرح خلوص و محبت اور فدائیت کے ساتھ دینی خدمات بجا لانے کی سعادت بخشتا چلا جائے۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیۡن

اِسلام — اور — آزادئ ضمیر و مذہب

مُسلمانانِ ہند کے لئے بھی ایک لمحۂ فکریّہ

(از مکرم مولٰینا شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مُسلم مشن بمبئی)

(۱)

عربی زبان میں " اسلام " کے معنے امن و شانتی کے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمارا مذہب اسلام ایک " امن " کا اور " محبّت " کا پیام ہے۔ اور اس مذہب کو قبول کرنے والا اصطلاح میں " مُسْلِم " کہلاتا ہے۔ گویا وہ " امن " کا شاہزادہ ہے۔ جس کی تشریح حدیث شریف میں ان پیارے الفاظ سے کی گئی ہے " اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ یَدِہٖ وَلِسَانِہٖ " کہ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔ اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

(۲)

عقائد کا اختلاف تو دُنیا میں ہمیشہ رہا ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ اور انسان اس بارہ میں کلیّۃً آزاد ہے۔ کہ اپنے دلی یقین کے مطابق جو عقیدہ چاہے اپنائے اور اپنی نجات جن نظریات میں چاہے تصوّر کرے۔ مگر یہ حق کسی کو نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اپنے عقائد کو جبرًا کسی دُوسرے پر ٹھونسنے کی کوشش کرے۔ یا جو اس سے اختلاف رائے یا عقیدہ یا مذہب رکھتے ہوں ان پر ظلم و تعدّی کو روا رکھے۔ کیونکہ مذہب تو دلوں کی تبدیلی کا نام ہے۔ مذہب کوئی سیاسی جماعت نہیں مذہب کوئی قوم نہیں۔ مذہب کوئی مُلک نہیں۔ مذہب تو ایک پاک رُوحانی تبدیلی کو پیدا کرنے کے لئے آتا ہے جو دلوں کی گہرائی میں ہوتی ہے۔ اور جس کا تعلق رُوح کے ساتھ ہے۔ اور کوئی تلوار اور کوئی طاقت، اور کوئی جبر اور کوئی تشدد خواہ کتنا ہی ہیبت ناک کیوں نہ ہو دلوں کو تبدیل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جبر و تشدّد سے ہم کسی جسم اور زبان پر قبضہ تو کر سکتے ہیں، اس کے دل کو فتح نہیں کر سکتے۔ جبر و تشدّد سے ہم کسی کو " منافق " بنا سکتے ہیں، کسی کو " مخلص مومن " نہیں بنا سکتے۔

(۳)

پس مذہب جس کا منبع حق و صداقت ہے۔ ایسی چیز ہے جس کا تعلق دلوں اور رُوحوں سے ہے۔ جس کا جسم کے جبر و تشدّد سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی لئے اسلام جو ایک فطرتی اور حق و صداقت کا مذہب ہے۔ اُس نے چودہ سو برس پہلے دُنیا میں آزادئ مذہب اور آزادئ ضمیر کے حقوق عطا فرمائے۔ اور دین و مذہب کے لئے جبر و اکراہ اور ظلم و تشدّد کے راستہ کو ہمیشہ بند کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۱) قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ. فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ۔
(سورۃ کہف ع۴)

(۲) لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۔
(سورۃ البقرہ ع۳۴)

(۳) اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ. فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ۔
(سورۃ الدھر ع۲)

(۴) لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۔
(سورۃ الکافرون)

کہ اے ہمارے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں اعلان کر دو کہ

۱۔ حق تو تمہارے ربّ کی طرف آ چکا ہے۔ (اب اس کے بعد کسی پر جبر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) پس اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے۔

۲۔ دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے۔ کیونکہ حق اپنی تمام صداقتوں کے ساتھ باطل سے واضح ہو چکا ہے۔

۳۔ یہ (قرآن مجید اور اسلام) ایک نصیحت ہے۔ پس اس نصیحت سے متاثر ہو کر جو چاہے وہ اپنے ربّ کا رستہ پکڑ لے۔

۴۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے۔ (گویا مذہب و دین کے نام پر ہم ایک دُوسرے پر جبر و تشدّد نہیں کر سکتے)

دین و مذہب کے بارے میں جبر و تشدّد سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :-

(الف) وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا. اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (یونس ع۱۰)

(ب) قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنِ اھْتَدٰی فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ. (یونس ع۱۱)

(ج) فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ. (الغاشیہ)

۱۔ کہ اے ہمارے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اللہ ہدایت کے معاملہ میں اپنی ہی مشیّت کو نافذ کرتا تو جس قدر لوگ زمین پر موجود ہیں وہ سب کے سب ایمان لے آتے۔ (پس جب خدا تعالیٰ بھی کسی کو مجبور نہیں کرتا) تو کیا تُو لوگوں کو اتنا مجبور کر دے گا کہ وہ مومن بن جائیں۔

۲۔ تو ان سے کہہ کہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے حق آ گیا ہے پس اب جو کوئی ہدایت کو اختیار کرے تو وہ اپنی ہی جان کے فائدہ کے لئے ہدایت کو اختیار کرتا ہے۔ اور جو اس راہ سے بھٹک جائے تو اس کا بھٹکنا بھی اس کی جان پر ہی ایک وبال ہوگا۔ اور کہہ دے کہ مَیں تمہارا کوئی ذمّہ دار نہیں ہوں۔

۳۔ پس اے ہمارے رسُول تُو لوگوں کو نصیحت کر کیونکہ تُو تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ تُو ان لوگوں پر داروغہ کے طور پر مقرّر نہیں ہوا۔

قرآنِ مجید کی مذکورہ بالا آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اِسلام ہر شخص کو آزادئ ضمیر اور آزادئ مذہب دیتا ہے۔ دین و مذہب کے بارے میں جبر و تشدّد اور ظلم و جور سے منع کرتا ہے۔ اسلام ظلم و تعدّی اور نفرت و عداوت کی بجائے رحم و شفقت، صبر و تحمّل اور بُردباری و رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اپنی زندگیوں سے ثابت کر دکھایا۔ کہ وہ دین و مذہب کے معاملہ میں ہمیشہ مظلوم بن کر زندہ رہے۔ کبھی ظالم نہیں بنے۔ مگر ہائے افسوس! آج امن و محبّت کے علمبردار مذہب، اسلام کے اجارہ دار جُبّہ پوش مولوی جو درحقیقت مذہب اور اسلام کی رُوح سے کُلیّۃً نا آشنا ہیں۔ پاکستان میں اسلام کے نام پر احمدیوں پر ایسے ایسے مظالم ڈھا رہے ہیں کہ انسانیت اُن کو دیکھ کر سرنگوں ہو رہی ہے۔ معصوم اور بے گناہوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ اُن کی جائیدادوں کو لُوٹا جا رہا ہے۔ مکانات اور دوکانوں کو جلایا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام کو جلایا جاتا اور پاؤں کی ٹھوکریں ماری جاتی ہیں۔ خانۂ خدا یعنی مساجد کو مسمار کیا جا رہا ہے۔ اور یہ سب ظلم و تشدّد اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ حکومت خاموش تماشائی بن کر دیکھ رہی ہے اور عوام ان ظالموں کے ظُلم و ستم کو بنظرِ استحسان دیکھ رہے ہیں۔ گویا یہ سب " جہادِ اکبر " ہو رہا ہے۔ اور حُور و غلمان اِن ظالموں پر رحمت کے پھُولوں کی بارش برسانے کو تیار کھڑے ہیں۔ اور اس ظلم و ستم کے بعد بھی " اسلام زندہ باد " کے نعرے بلند ہو رہے ہیں —!!

(۴)

ہم ہندوستان کے مسلم اخبارات و رسائل کو دیکھتے ہیں۔ شاید ہی ان میں سے کسی مُدیر یا تبصرہ نویس یا نمائندہ یا مضمون نگار نے واضح طور پر پاکستان میں احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم کی مذمت کی ہو۔ بلکہ بعض نے از راہِ بغض و تعصّب پاکستانی حکومت اور عوام کی اس ظلم و تشدّد کے طریق کی توصلہ افزائی کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسلم جرائد اور مسلمان علماء کو اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات دربارہ آزادئ ضمیر و آزادئ مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ انہیں تو احمدیوں سے دُشمنی و نفرت ہے۔ اس دُشمنی کی وجہ سے وہ عدل و انصاف کے دامن کو چھوڑ کر ظلم و ستم کی درپردہ اور بعض نادان کُھلم کُھلا تائید کر رہے ہیں۔ ایسے اخبارات و علماء اسلام کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دے رہے۔ بلکہ مخالفینِ اسلام کو اسلام کی پُر امن اور خوبصورت تعلیمات پر طنز و اعتراض کا موقعہ مہیّا کر رہے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ اسلام جبر و ظلم کا حامی ہے لہٰذا یہ اخبارات و رسائل اور متعصّب علماء اسلام کے خیر خواہ نہیں۔ بلکہ اسلام کے نادان دوست ہیں۔ جو خود اسلامی تعلیمات اور اُس کی رُوح سے نا آشنا ہیں۔

(۵)

پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دینے کا معاملہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں

بعض ہندوستانی علماء اور مسلم جرائد اس پر خوش ہیں کہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں احمدیوں کو " غیر مسلم اقلیت " قرار دیئے جانے کا معاملہ پیش ہے۔ چونکہ قومی اسمبلی کے ممبران کی اکثریت مخالفینِ احمدیت کے زیرِ اثر ہیں۔ اس لئے مخالفینِ احمدیت کو اُمیدِ قوی ہے کہ احمدیوں کو پاکستان میں " غیر مسلم " اقلیت، قرار دے دیا جائے گا۔

لیکن یہ نادان لوگ نہیں سمجھتے کہ کسی کے دین و مذہب اور عقائد کے بارہ میں کوئی اسمبلی یا پارلیمنٹ فیصلہ نہیں کر سکتی۔ نہ وہ اس کی مجاز ہے نہ انسانی ضمیر اور نہ حقوقِ انسانی کا منشور اور نہ ہی پاکستان کا موجودہ آئین اس کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی کثرت سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر ایسا فیصلہ بھی کر دیں تو کیا احمدی اپنے آپ کو " غیر مسلم " سمجھ لیں گے؟ وہ نماز روزہ چھوڑ دیں گے؟ یا وہ قرآن پڑھنا اور اُس کی

(باقی صلا پر)

اقتباسات از خطبہ جمعہ

جو لوگ کربِ عظیم کی حالت میں اپنے ربّ سے پختہ تعلّق رکھتے ہیں وہ ناکام نہیں ہؤا کرتے

مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی پکار کا وقت وہ ہوتا ہے جب انسان کربِ عظیم کی حالت کو پہنچ جاتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد فرمودہ کوئی تازہ خطبہ موصول نہیں ہؤا۔ اس لئے وقت کی مناسبت سے حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کے ایک سابقہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ر فروری ۱۹۷۲ء کے چند ضروری اقتباسات احباب کے رُوحانی استفادہ کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ——— (ایڈیٹر بدر)

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے خُطبہ کے آغاز میں مختلف مقامات کی چند آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ زبانی دعویٰ کو نہیں مانتا۔ زبان سے تو ہر وہ شخص جسے خدا تعالیٰ نے زبان دی ہے کوئی نہ کوئی دعویٰ کرسکتا ہے۔ اس کے لئے دعویٰ کرنا محال نہیں۔ لیکن اس کے دعویٰ پر کہاں تک صداقت ہے، یہ اس شخص کے عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ محض

زبانی دعویٰ بے فائدہ ہے

فلاح اور کامیابی پر مُنتج نہیں ہؤا کرتا۔ اس لئے دعویٰ ایمان بھی ہو اور عملِ صالح بھی ہو اور نیک اعمال میں پختگی بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا رشتہ بھی استوار ہو۔ اور اس رشتہ میں وفا اور ثباتِ قدم بھی ہو۔ انسان تمام امتحانوں اور آزمائشوں پر پُورا بھی اُترے۔ تب انسان اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کو حاصل کیا کرتا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر صرف دعووں کے نتیجہ میں یہ عظیم نعمتیں کہ جن سے بڑھ کر دُنیا میں اور کوئی نعمت نہیں، انسان کو نہیں مِلا کرتیں۔

چنانچہ مومن کی جو آزمائش کی جاتی ہے اور اس کا جو امتحان لیا جاتا ہے وہ ہمیں قرآن کریم میں کئی قسم کا نظر آتا ہے۔ قرآن کریم نے اس پر بہت روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً ایک امتحان قضاء و قدر کی صورت میں ہمیں نظر آتا ہے۔ ایک امتحان شیطانی وساوس کے مقابلہ میں کمزور ایمان والوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اُسوہ نہ بنانے اور پختہ ایمان والوں کا اس فتنہ کو دُور کرنے کی کوشش میں ہمیں نظر آتا ہے۔ ایک امتحان منافق کے منافقانہ حملوں کا مقابلہ کرنے میں ہمیں نظر آتا ہے۔ ایک امتحان کافر کے اس منصوبے میں مومن کا لیا جاتا ہے کہ دشمن اُسے اس دُنیا میں مٹا دینا چاہتا ہے۔

چنانچہ جہاں تک اس آخری امتحان کا تعلق ہے یعنی (اسلام کا دشمن، اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں کو دُنیوی اور مادی طاقت کے ساتھ مٹا دینا چاہتا ہے، ایسے امتحان میں مَیں اکثر مثال دیا کرتا ہوں) اللہ تعالیٰ کی مدد عصر کے وقت نازل ہوتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لمبا عرصہ ابتلاء میں، امتحان میں، دُکھ میں، کربِ عظیم میں اور معصیبت میں گزرتا ہے۔ انسان کو تکلیف سہنی پڑتی ہے۔ جان دینی پڑتی ہے۔ یعنی جب قومی یا اجتماعی زندگی کا امتحان لیا جا رہا ہو تو ہر قسم کے دُکھ سہنے پڑتے ہیں۔ پھر یہ کربِ عظیم جب اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور مومن انسان کو نظر آتا ہے کہ رات کے اندھیرے سر پہ آ گئے۔ دِن ختم ہو رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی مدد ہمیں نظر نہیں آ رہی۔ کیا رات کے یہ اندھیرے یہ تاریکیاں اور یہ ظلمتیں ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیں گی۔ اور ہم ناکامیوں کا مُنہ دیکھیں گے؟

غرض جب تکلیف اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اُس وقت مومن اپنے ایمان کی پختگی سے یہ نعرہ بلند کرتا ہے

مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ (البقرہ: ۲۱۵)

کہ اَے میرے ربّ! تُو نے میرا امتحان دیا اور مَیں نے اپنی طرف سے تیری راہ میں انتہائی قُربانی بھی پیش کر دی اور آئندہ بھی دریغ نہیں کروں گا۔ لیکن خواہ مَیں مر جاؤں یا مِٹ جاؤں تب بھی تیری راہ میں آخری وقت تک قربانی دیتا چلا جاؤں گا۔ لیکن اَے خدا! تیرے وعدے بھی تو تھے، کیا مَیں اپنے امتحان میں ناکام رہا؟ نہیں! مَیں اسے برداشت نہیں کرسکتا۔ مَیں اس ذِلّت کے داغ کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اگر اجتماعی زندگی میں آخری آدمی بھی مارا جائے گا تو قوم کہتی ہے یا اُمّت کہتی ہے کہ مَیں تیری راہ میں قُربانی دیتی چلی جاؤں گی۔ لیکن اَے خدا! اب تو رات سر پر آ گئی۔ کیا یہ اندھیرے ہمیں نگل لیں گے؟ کیا وہ نور جس کا تُو نے وعدہ دیا ہے وہ نُور ہمارے لئے ہماری راہوں کو روشن اور منوّر نہیں کرے گا؟

غرض "مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ" کی پکار کا وقت وہ وقت ہوتا ہے۔ جب انسان کربِ عظیم کی حالت کو پہنچ جاتا ہے۔ یعنی تکلیف اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ اور جب قربانی انتہائی طور پر پیش کر دی جاتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَے میرے بندے! تُو کیوں گھبراتا ہے؟ مَیں نے تیرا امتحان لیا ہے۔ تُو نے عہد باندھا کہ پیٹھ نہیں دکھاؤں گا۔ تُو اپنے عہد پر قائم رہا تو مَیں اپنے عہد سے کیسے پھر جاؤں گا؟ جو سچے وعدوں والا ہوں۔ اور تمام قدرتوں کا مالک ہوں۔ مَیں تیرے قریب ہوں۔ میری مدد تجھے پہنچ رہی ہے۔ چنانچہ پھر کامیابی پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔"

"اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں ایک مثال دی ہے اس بات کی کہ جو آدمی ابتلاء کے وقت، کربِ عظیم کی حالت میں بھی اپنے ربِّ رحیم کے ساتھ پختہ تعلق رکھتے ہیں وہ ناکام نہیں ہؤا کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝"

"اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا ۝"

"ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ۝"

"وَلَقَدْ کَانُوْا عَاھَدُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَکَانَ عَھْدُ اللّٰہِ مَسْئُوْلًا ۝"

"وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَمَا زَادَھُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ۝"

"مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ ۚ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۫ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۝"

(الاحزاب: ۱۰ تا ۱۲، ۱۶، ۲۳، ۲۴)

جیسا کہ مَیں بتا چکا ہُوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری عبادت علیٰ حرفٍ یعنی بد دِلی سے کرنا تو سراسر بے نتیجہ ہے۔ تمہیں آزمایا جائے گا۔ تمہیں بَاْسَآءِ اور وَالضَّرَّآءِ دیکھنی ہوں گی۔ تمہیں اس طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا جائے گا کہ اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے تمہاری زندگی اور بقاء کا اور کوئی سہارا نہیں ہوگا۔ دُوسری طرف تمہاری کیفیت یہ ہوگی کہ تم سمجھو گے کہ سب دُنیوی سہارے ٹوٹ گئے ہیں۔ کامیابی تو کجا تمہاری بقا کا سوال بھی باقی نہیں رہا ہے۔ اس وقت تم سمجھو گے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہم نہ زندہ رہ سکتے ہیں اور نہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح جھنجھوڑے جانے کے بعد اور اس امتحان میں کامیاب ثابت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اس آواز "اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ" (البقرہ: ۲۱۵) کہ تم عصر کے وقت سُنو گے کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے قریب ہے۔

اگر ہم اِسلامی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو یہ بات بڑی واضح ہوجاتی ہے کہ مَیں نے

تمثیلی رنگ میں

جس عصر کے وقت کا ذِکر کیا ہے، اسی وقت بالعموم اللہ تعالیٰ کی مدد نازل ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ مکّی زندگی کے بعد بدر کی جنگ تمثیلی رنگ میں عصر کے وقت لڑی گئی ہے کیونکہ اس سے پہلے مکّی زندگی میں مسلمانوں کو ہر قسم کے دُکھ پہنچائے گئے۔ یہاں تک کہ اڑھائی سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو شعب ابی طالب میں بند رکھا گیا۔ اور آپؐ کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ حتّٰی کہ

کفارِ مکہ کھانے پینے کی چیزوں تک کو اندر نہیں جانے دیتے تھے۔ گو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو زندہ رکھنے کے سامان تو پیدا کر رہا تھا مگر آزمائش بھی امتحان تھا۔ (جو خدا اُن کو زندہ رکھنے کے لئے کھانے کا انتظام کر سکتا تھا وہ ان کو صحت مند اور طاقتور رکھنے کا انتظام بھی کر سکتا تھا۔ لیکن چونکہ مسلمانوں کی آزمائش تھی۔) اس لئے ان کی تکلیف کی یہ حالت تھی کہ ایک بزرگ صحابیؓ کہتے ہیں ایک دفعہ رات کے وقت میرا پاؤں ایک ایسی چیز کے اُوپر پڑا جسے میرے پاؤں نے نرم محسوس کیا چنانچہ مَیں نے اُسے اُٹھایا اور کھا لیا۔ لیکن مجھے آج تک پتہ نہیں لگا کہ وہ تھی کیا چیز؟ غرض اس تکلیف دہ حالت تک وہ پہنچے ہوئے تھے۔ گو

اڑھائی سال تک

انسان بھوکا نہیں رہ سکتا۔ ظاہر ہے محض زندہ رکھنے کے لئے ان کو جتنی غذا کی ضرورت تھی وہ ان کو مل گئی۔ لیکن بھوک کی آزمائش بڑی سخت تھی علاوہ دُوسری آزمائشوں کے جن کی تفصیل میں مَیں اس وقت نہیں جا سکتا۔

پھر جب ہجرت کی اجازت ملی تو انہیں کفار نے مسلمانوں کا پیچھا کیا۔ اور کہا کہ یہ باہر نکل کر کیسے جا سکتے ہیں۔ ہم ان کو مٹا دیں گے۔ چنانچہ یہ وہ وقت تھا جب دکھ اور تکلیف، کرب اور ایذاء، آزمائش اور امتحان اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ پھر دُنیا نے بدر کے میدان میں یہ نظارہ دیکھا کہ تین سَو اور کچھ مسلمانوں کے مقابلے میں جو اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے وہاں آئے تھے، وہ اپنے قریباً سب بڑے بڑے سرداروں کے سر چھوڑ کر واپس بھاگے۔ غرض "اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ" کا ایک عجیب نظارہ تھا جو دُنیا نے بدر کے میدان میں دیکھا اور پھر یہی نظارہ ہم بعد کی لڑائیوں میں بھی دیکھتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے مسلمانوں کے لئے بہت سے امتحان اور آزمائشیں ہوتی ہیں۔ لیکن جن آزمائشوں کا بطورِ خاص میں اس وقت ذِکر کر رہا ہوں وہ مادی طاقت اور زور کے ساتھ اور مادی ذرائع سے دشمن کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل اور اسلام کو مٹانے کا منصوبہ اور آزمائش ہے یعنی یہ آزمائش کہ دشمن مٹانا چاہتا تھا لیکن مسلمانوں نے صبر و ثبات دکھایا۔ اور دشمن ناکام ہُوا۔ مثلاً جنگِ احزاب ہے۔ جس کا اِن آیات میں ذکر ہے جن کی مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ خواہ کیسے ہی حالات کیوں نہ پیدا ہو جائیں۔ وہ ہر صورت میں دشمن کا مقابلہ کریں گے اور اُسے پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ چنانچہ "کیسے ہی حالات" احزاب کے موقع پر پیدا ہو گئے۔ قریباً سارا عرب اکٹھا ہو کر ان غریبوں اور مفلسوں اور نہتوں کو قتل کرنے کے لئے وہاں جمع ہو گیا اور انہوں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر چلتے تھے۔ دوسری طرف مسلمان عورتوں کی یہ حالت تھی کہ جس جگہ وہ اکٹھی کی گئیں وہاں ان کی عزت اور عصمت کی حفاظت کے لئے بھی مسلمان سپاہی میسّر نہیں تھا کیونکہ دُوسری جگہ اس کی زیادہ ضرورت تھی مسلمان عورت سے فرمایا کہ اگر آج تیری

عزّت کی آزمائش

ہے اور خدا یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ایک مسلمان عورت میرے راستے میں اپنی عزّتوں کو قُربان کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ تو وہ اس امتحان میں پُورا اُترنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ وہ تیار ہو گئیں۔

پھر جس وقت یہ سارا جمِ غفیر اور یہ سارا مجمع جو اسلام کو مٹانے کے لئے جمع ہوا تھا۔ اور ان کفار کی امید اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی کہ بس اب وہ غالب آئے اور مسلمان مغلوب ہوئے۔ اِدھر مسلمانوں کے حالات کربِ عظیم کو پہنچ گئے اور وہ سمجھنے لگے کہ اگر اس وقت خدا تعالےٰ کی مدد نہ آئی تو وہ مارے جائیں گے۔ اس وقت خدا کی مدد آئی اور فرشتے اِس مدد کو آسمان سے لیکر آئے۔ تو انہوں نے انہی زمینی عناصر میں تبدیلیاں پیدا کر دیں۔ وہ عناصر کہ جن کے ذرّے ذرّے کو انسان کیلئے پیدا کیا گیا تھا۔ کہ وہ ان کی تسخیر اور ان پر حکمرانی کرے۔ ان کو اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ حاکم اعلیٰ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حفاظت اور آپ کی کامیابی کے لئے حکم ملا۔ چنانچہ مسلمان جن کے جسم کا ذرّہ ذرّہ اور رُواں رُواں "مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ" پکار رہا تھا وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ تمام عناصر یہ زمین اور اس کے ذرات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہیں آزمایا اور تم اس آزمائش میں کامیاب ہوئے۔ کیونکہ تمہارے اس کرب کو مَیں نے عظیم بنا دیا ہے۔ اور تمہارا امتحان اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ تمہارے دکھوں کا انسان تصور نہیں کر سکتا۔ مَیں نے تمہاری یہ آزمائش اس لئے نہیں کی کہ تمہیں دُنیا سے مٹا دیا جائے۔ بلکہ مَیں نے اس لئے کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ ظاہر ہو۔ اور دُنیا خدا تعالیٰ کے ... کہ جلوہ دیکھے جو اسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین کے ساتھ ہے۔

اب دیکھیں سارے عرب قبائل اکٹھے ہو کر کمزوروں کو مٹانے کے لئے آ گئے تھے۔ ان کمزور مسلمانوں نے پیٹ پر پتھر باندھے مگر دشمن کو پیٹھ نہیں دِکھائی۔ وہاں سے بھاگے نہیں۔ اُنہوں نے بے عزّتی صلح کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا۔ کمزوری نہیں دکھائی۔ شرک کی طرف مائل نہیں ہوئے کہ خدا تعالےٰ کے علاوہ کوئی اور سہارا ڈھونڈیں۔ انہوں نے کہا ہمارا

ایک ہی سہارا ہے

اگر وہ مل گیا تو اس دُنیا میں بھی کامیاب اور اگر اس دُنیا سے چلے بھی گئے تو ہمیں اُخروی انعامات تو ضرور ملیں گے۔ اور پھر اس حقیقی سہارے نے ان کو بے سہارا نہیں چھوڑا۔ چنانچہ اس وقت جبکہ دشمن غالب آنے کی اُمید لگائے بیٹھا تھا اور وہ خوشی سے پھُولا نہیں سماتا تھا

اللہ تعالیٰ کی قُدرتِ کاملہ

سے زمین و آسمان میں ایک تغیّر پیدا ہُوا اور وہ جو مسلمانوں کو مٹانے کے لئے آئے تھے بھاگ نکلے۔ ریت کے چند ذرّے کہہ لو۔ ہَوا کی تھوڑی سی شدت کہہ لو۔ یا ان کے دلوں کے اندر فرشتوں نے جو بزدلی پیدا کی اور مسلمانوں کا جو رعب پیدا کیا وہ کہہ لو۔ غرض یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جلوے تھے جو انسان کو نظر آئے۔ لیکن وہ اپنے محاصرے کے پہلے دن ہی نہیں بھاگے وہ دوسرے اور تیسرے دن بھی نہیں بھاگے۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کا یہ نظارہ کئی دن بعد رُونما ہُوا۔"

"پس ہم جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم قرآن کریم کو سمجھتے ہیں ہمیں یہ بات جان لینی چاہیئے کہ

اِنتہائی قربانیوں کے بعد

اللہ تعالےٰ کی مدد ملا کرتی ہے۔ یہ سمجھنا کہ تمہارے مخالف اور اسلام کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ جلد تباہ کر دے گا فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْھِمْ کی رُو سے صحیح نہیں۔ اللہ تعالےٰ اس ارشاد میں ہمیں یہ حُکم دیتا ہے کہ ہم ایسا تصور بھی نہ کریں اور نہ ایسی دُعائیں کریں۔ ہمیں تو یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اَے خُدا! ہمیں یہ توفیق عطا فرما کہ ہم تیری راہ میں اور تیرے دین کو غالب کرنے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی محبت ساری دُنیا کے دِل میں بٹھانے کے لئے انتہائی قُربانیاں پیش کریں۔ اور ہمیں یہ توفیق بھی عطا فرما کہ تیرے علمِ کامل میں جو عصر کا وقت ہے یعنی انتہائی قربانیوں کا وقت ہے وہ ہمیں نصیب ہو۔ ہم رستے میں کٹ نہ جائیں۔ ہم تیرے دشمن کے ہاتھ سے ہلاک نہ ہو جائیں۔ اَے خدا! ہمیں معلوم ہے کہ اگر ہم تیری توفیق سے عصر کے وقت تک تیری راہ میں انتہائی قُربانیاں دیتے رہیں گے تو تیری مدد ہمیں ضرور ملے گی۔ چنانچہ جب ظاہری حالات میں زبان سے بے اختیار مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ نکلے گا تو اسی وقت ہمیں پتہ لگے گا کہ

"اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ"

یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد مل جائیگی۔ ہم دشمن کے لئے بد دُعا کیوں کریں کیونکہ ہماری کامیابی میں اس کی ہلاکت ہے۔ اس کی دشمنی کا خاتمہ ہے۔ خواہ وہ جسمانی لحاظ سے مارا گیا ہو یا دُنیوی طور پر اپنے اس منصوبہ میں ناکام ہو گیا ہو کہ وہ اسلام کو مٹا دے گا۔ بعض انبیاء علیہم السّلام کی قومیں پہلے بھی (یا تو اُن کا کثیر حصّہ اور یا بعض مثالوں میں ساری کی ساری) ہلاک ہو گئیں یا ناکام ہو گئیں۔ یعنی جب کافر نہ رہے تو قوم گویا ہلاک ہو گئی۔ وہ قوم جو نبی کی دشمن تھی وہ قوم نہیں رہی۔ کیونکہ وہ اسلام لے آئی۔ اس لئے وہ قوم کہاں رہی جس نے کہا تھا کہ ہم نبی کو مٹا دیں گے۔

غرض یہ بھی ناکامی اور ہلاکت کی ایک شکل ہے۔ جب کسی قوم یا فرد کا منصوبہ ناکام اور مقصد فوت ہو جاتا ہے تو یہ بھی اس کی ایک قسم کی ہلاکت ہے۔ پس ہمیں اپنے دشمن کی جلد ہلاکت کی دُعا کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ

دُعا کرنے ضرورت

ہے کہ اَے خدا! تو ہمیں انتہائی قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرما۔ جس وقت تیری نگاہ میں کربِ عظیم کے حالات پیدا ہو جائیں اور ہر طرف سے نااُمیدی نظر آنے لگے تو اس وقت بھی ہم تیرے باوفا بندے ثابت ہوں۔ ہمارے دِلوں میں تجھ سے بے وفائی کا خیال پیدا نہ ہو۔ وہ وقت جب تیری اٹل تقدیر تیرا اٹل قانون کہتا ہے کہ تیری مدد آئے گی، وہ وقت ہمیں نصیب ہو تاکہ ہم تیری مدد و نصرت کے سایہ میں اِس دُنیا میں بھی اور اُس دُنیا میں بھی اپنی زندگی کے لمحات گزارنے والے ہوں۔ اور وہ قوم یا شخص جو خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا دشمن ہے وہ ناکام ہو۔ خواہ وہ اس رنگ میں ہلاک ہو کہ وہ جسمانی طور پر تباہ ہو جائے یا اس رنگ میں ناکام ہو کہ اس کے سارے کے سارے منصوبے خاک میں مل جائیں۔ اور پھر وہ دِن بھی آجائے کہ وہ دِل جو بغضِ محمدؐ سے بھرا ہُوا تھا وہ عشقِ محمدؐ سے لبریز ہو جائے، یہ ہمارے لئے اور بھی زیادہ خوشی کی بات ہے۔"

قرآن کریم میں ہمیں یہ کہیں نظر نہیں آتا کہ قربانی دیئے بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ دیا گیا ہو۔

تاہم جو احمدی ہیں۔ جنہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہے۔ اور جو اس وجود کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ جو مہدی معہود تھا جسکی ہدایت کے سامان خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل نے کئے تھے۔ اور جو محبوب تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر سلام پہنچایا تھا۔ ویسے آپؐ کی عام دعائیں تو ساری امت کے لئے ہیں۔ اور ہر زمانے کے لئے ہیں۔ لیکن اس دعا کے لئے اور سلام کے لئے آپؐ نے جس کو چُنا وہ ایک ہی وجود ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وجود کے ساتھ ہم وابستہ ہیں اور ہم زندہ خدا کی زندہ تجلیاں دیکھتے ہیں۔ اس لئے اگر ہمیں تکلیف پہنچتی ہے تو کیا ہم گھبرا جائیں گے؟ ہم جو حقیقی معنوں میں احمدیت کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ اور 'صحابہ سے ملا جب مجھکو پایا" کی رو سے صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں شامل ہو گئے ہیں۔ کیا ہم ان تکلیفوں سے، ہم ان دشمنوں سے، ہم اس قتل و غارت سے اور دشمن کے دوسرے خطرناک منصوبوں سے گھبرا جائیں گے؟ ہم جن کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں دُور دُور تک نکل جاؤ۔ اور اسلام کو غالب کر دو۔ کیا ہم اس غلبہ سے پہلے یعنی اس عصر کے وقت سے پہلے ہمتیں چھوڑ بیٹھیں گے نہیں خدا نہ کرے کہ کبھی ایسا ہو۔ انشاء اللہ خدا کے فضل سے کبھی ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ آسمان نے فیصلہ کیا ہے کہ اسلام تمام دنیا پر غالب ہو۔ زمین اس فیصلے کو بدل نہیں سکتی۔

پس ہمیں یہ

دعائیں کرتے رہنا چاہئے

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں انتہائی قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فضل فرمائے کہ ہم میں سے بھاری اکثریت ان انتہائی قربانیوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اسی دنیا میں دیکھنے والی ہو۔ آمین

ولادت مکرم مرزا محمد اقبال صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۴ جولائی ۷۴ء پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے محترم صاحبزادہ صاحب نے مرزا نسیم احمد نام تجویز فرمایا ہے۔ تمام احباب جماعت سے زچہ بچہ* کی صحت وسلامتی اور نومولود کے خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

علمائے ظاہر کی کُفر سازیاں (اور) مُسلمان کی تعریف

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

پاکستان کا قیام دو قومی نظریہ کی بنیاد پر ہوا تھا۔ اسی لئے وہ مسلمانوں کی مملکت کہا جاتا ہے۔ آج اسی "مملکتِ اسلامیہ" میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف اور "مسلمان" کے حدود اربعہ کی تعین کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ اور اسی بحث و تمحیص کے پس منظر میں آج اس نام نہاد مملکت اسلامیہ میں قتل و خونریزی کے ذریعہ اور قرآن کریم کی بے حرمتی کر کے اسلام کے خوبصورت چہرے پر بدنما داغ لگانے کے لئے منظم کوشش کی جا رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں آج غیر مسلم اقوام کو یہ کہنے کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔ کہ جو کچھ آجکل پاکستان میں ہو رہا ہے وہ

"Islams periodical thirst for human blood."

(Mother India July 1974)

اسلام کی انسانی خون کی تشنگی کی تکمیل ہے جو ہر زمانہ میں اسے لاحق ہوتی رہی ہے اور یہ تشنگی غریب احمدیوں کے لہو کے ذریعہ دور کی جا رہی ہے۔!! ایک غیر مسلم صحافی کا یہ بیان ہر ایسے مسلمان کیلئے باعثِ شرم ہے۔

آج ہندوستان میں بھی پاکستانی علماءِ ظاہر کے ایجنٹ اور ان کے اخبارات خاص کر جماعت اسلامی اور اس کے ہمنوا اخبارات جیسے "نشیمن" بنگلور "پربودھنم" (ملایالم کیرلہ) اور "جماعۃ العلماء" (تامل ناڈو) وغیرہ۔ احمدیوں کا یہاں پر بھی سوشل بائیکاٹ کرانے اور بالواسطہ طور پر یہاں بھی احمدیوں پر ظلم و ستم روا رکھنے کے لئے عامۃ المسلمین کو ترغیب دے رہے ہیں۔ اور بعض مساجد میں اسی غرض کے لئے خطبے بھی دیئے گئے ہیں!

اب سوال یہ ہے کہ احمدیوں کو کس بنیاد پر "غیر مسلم" کا قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج گردانا جائے آج جمہور مسلمانوں کی اپنی حالت بقول علامہ اقبال یہ ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو!

(بانگ درا صفحہ ۲۲۵)

جب حقیقت یہ ہے تو مسلمان کی تعریف کرنے اور اس کے حدود اربعہ مقرر کرنے کا اختیار آج کس عالم دین اور اس کی جماعت کو حاصل ہے۔

دوسری طرف مسلمانوں کے نام نہاد علماء کفر سازی کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں دین متین کے محافظ و علم برداروں کا صبح و مساء کا شغل صرف اور صرف یہی رہا ہے کہ مسلمانوں کو کافر و مرتد بنائیں ان کے تمام فتووں کی رو سے مسلمانوں میں سے کوئی ایک بھی فرد ایسا نہیں جو دعویٰ کر سکے کہ میں ایسا مسلمان ہوں جو کسی تکفیری فتویٰ کا نشانہ نہیں۔

تکفیر بازی کے بعض نمونے

اب ذیل میں ان خادمانِ دین کی تکفیر بازی کے بعض نمونے درج ہیں

(۱) تکفیر شیعہ از اہل سنت والجماعت۔

فرقہ امامیہ منکر خلافت حضرت صدیق اند و در کتب فقہ مسطور است کہ ہر کہ انکار خلافت حضرت صدیق نماید منکر اجماع قطعی گشت و کافر شد پس در حق شان حکم کافر جاری است رافضی واجب القتل"۔

(ردِ تبرا صفحہ ۳)

یعنی۔ شیعہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت کے منکر ہیں اور فقہ کی کتب میں لکھا ہے کہ جو شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی کی خلافت کا منکر ہے۔ اس نے اجماع کا انکار کیا اور کافر ہو گیا۔ اور کافر کے لئے حکم جاری ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔

(۲) تکفیر اہل سنت والجماعۃ از شیعہ

"سوائے فرقہ اثنا عشریہ امامیہ کسے ناجی نیست کشتہ شود خواہ بموت بمیرد"۔

(حدیقۃ الشہداء صفحہ ۶۵)

یعنی۔ سوائے شیعوں کے اور کوئی بھی ناجی نہیں۔ خواہ وہ مارا جائے یا اپنی موت مرے۔

(۳) تکفیر غیر مقلدین یعنی وہابی

چاروں اماموں کے پیرو اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ سب لوگ کافر ہیں۔

(جامع الشواہد صفحہ ۲ بحوالہ کتاب المقیام السنۃ مطبوعہ کانپور)

مولوی احمد رضا خان بریلی نے اپنی کتاب "حسام الحرمین" کے صفحہ ۱۱۳ پر غیر مقلدین کے تمام گروہوں کے نام بنام عقائد لکھ کر کفر کا فتویٰ لکھا کہ

"یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں۔ اور جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے"۔

(۴) تکفیر اہل سنت از وہابیاں

(۱) "کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ یہ گروہ مقلدین جو ایک ہی امام کی تقلید کرتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور ان کو اپنی مسجد میں آنے دینا اور ان کے ساتھ مخالطت اور مجالست جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بے شک نماز پیچھے ایسے مقلدین کے جائز نہ ہوگی کہ ان لوگوں کے عقائد اور اعمال مخالف اہل سنت والجماعۃ ہیں بلکہ بعض عقیدہ اور عمل موجب شرک اور بعض مفسد نماز ہیں ایسے مقلدوں کو اپنی مسجد میں آنے دینا شرعاً درست نہیں"۔

(مجموعہ فتاویٰ صفحہ ۵۴-۵۵)

(۲) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں (اول) یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا حاضر ناظر جان کر ورد کرنا۔ جائز ہے یا نہ (دوم) اور اس ورد کا پڑھنے والا کیسا؟

الجواب:۔ جس کا یہ عقیدہ ہے وہ شرک ہے۔ جو شخص مجوز اور مفتی ان امور کا ہے۔ وہ رأس المشرکین ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اس طرح کا اعتقاد کرنے والا چاروں مذہب میں کافر اور مشرک ہے"۔

(اس کے نیچے ۲۵ علماء کی مہریں ثبت ہیں)

(مجموعہ فتاویٰ صفحہ ۵۲)

(۵) تکفیر دیوبندی علماء از تین صد علماء

دیوبند اس وقت گویا تمام ہندوستان کا مذہبی علوم کا مرکز سمجھا جا رہا ہے۔ "علمائے دین متین اور مفتیانِ شرع متین" میں سے اکثر

اسی دیوبند کی پیداوار ہیں۔ ان علماء دیوبند حضرات کے متعلق فتووں کی بھرمار دیکھنی ہو تو رسالے "تقدیس الوکیل" "السیف المسلول" "عقائد وہابیہ دیوبند" "حسام الحرمین" "فتاویٰ الحرمین" "الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین دیوبند" وغیرہ دیکھے جا سکتے ہیں۔

پچھلے سال خاکسار اترپردیش احمدیہ سالانہ کانفرنس کی شمولیت کے لئے کانپور گیا تو اس وقت وہاں دیوبندیوں اور بریلویوں کے درمیان بہت بڑا تصادم چل رہا تھا۔ اس موقعہ پر ایک بہت بڑا پوسٹر فتویٰ لکھنؤ حسن برقی پریس کا مطبوعہ فروخت ہو رہا تھا۔ اس پر تین سو علماء اہل سنت والجماعت کی مہروں اور دستخطوں سے ایک شجرۂ تکفیر بنایا گیا تھا۔ اس پر دیوبندی مولویوں کے عقائد اور خیالات وغیرہ کو بیان کرتے ہوئے۔ فتویٰ تکفیر لگایا گیا ہے کہ

"ان عقائد کی وجہ سے علماء دیوبند مرتد وکافر ہیں۔ اور ایسے اشد کافر ہیں کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے کفر وارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر اور مرتد ہوگا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے بکلی مجتنب رہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا تو کجا اپنے بھی اپنے پیچھے نماز نہ پڑھنے دیں۔ اور نہ اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں اور نہ ان کا ذبیحہ کھائیں۔ نہ ان کی شادی غمی میں شریک ہوں۔ نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں۔ وغیرہ وغیرہ"

نیز لکھا ہے کہ:۔

"وہابیہ، دیوبندیہ سخت اشد مرتد وکافر ہیں اور جو ان کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر اور ایسے کافر کہ اس کی عورت اس کے عقد سے بھی نکل جائے گی اور جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔ از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی۔"

اسی طرح مسلمانوں کا ہر فرقہ اور ان کے علماء ایسے سنگین فتووں کے تودہ طومار کے نیچے دبے جاتے ہیں۔ ؎

یارب! یہ مولوی ہیں کہ فوارہ ہائے کفر
بنتے ہیں کفر پاش جدھر جائیں مولوی!

ان علماء ومفتیان کی پھیلائی ہوئی وبائے تکفیر نے دنیا میں ایک بھی مسلمان نہیں چھوڑا ہے۔ علماء کی بنائی ہوئی صورت حال یہ ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان کی صحیح تعریف کیا ہو سکتی ہے؟

مسلمان کی تعریف

آج سے ۲۰ سال قبل بھی اسی "مملکت اسلامیہ" میں ان ملاؤں اور مفسدوں کے ذریعہ اسی مسئلہ پر شور قیامت برپا تھا۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے اس وقت حکومت پاکستان کی طرف سے مقرر شدہ عدالتی کمیشن نے مسلمان کی تعریف وتعین کرنے کے لئے، مندرجہ ذیل "علماء کرام" سے استفسار کیا تھا۔

(۱) مولانا ابو الحسنات محمد احمد قادری صدر جمیعۃ العلماء پاکستان

(۲) مولانا احمد علی صدر جمیعۃ العلماء اسلام پاکستان

(۳) مولانا ابو الاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان

(۴) مفتی محمد ادریس جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

(۵) حافظ کفایت حسین ادارہ تحفظ حقوق شیعہ

(۶) مولانا عبد الحامد بدایونی صدر جمیعۃ علماء مغربی پاکستان

(۷) مولانا محمد علی کاندھلوی دار الشہابیہ سیالکوٹ

(۸) 〃 امین احسن اصلاحی

ان علماء کے خیالات اور مسلمان کی تعریف سن کر عدالت نے جو رائے قائم کی وہ درج ذیل ہے:۔

"ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے؟ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے "مسلم" کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں۔ تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے۔ لیکن دوسرے تمام علماء کی تعریف کی رو سے کافر ہو جائیں گے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۳۶ وصفحہ ۲۳۷)

نیز کہتے ہیں:۔

"ہم نے اکثر ممتاز علماء سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ "مسلم" کی تعریف کریں اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر مختلف فرقوں کے علماء احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے ذہن میں نہ صرف اس فیصلہ کی وجوہ بالکل روشن ہوں گی۔ بلکہ وہ "مسلم" کی تعریف بھی قطعی طور پر کر سکیں گے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصور موجود ہو کہ "مسلم" کس کو کہتے ہیں۔ تحقیقات کے اس حصہ کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا۔ اور اگر ایسے سادہ معاملے کے متعلق بھی ہمارے علماء کے دماغوں میں اس قدر ژولیدگی موجود ہے تو آسانی سے تصور کیا جا سکتا ہے کہ زیادہ پیچیدہ معاملات کے متعلق ان کے اختلافات کا کیا حال ہوگا۔"؟

(تحقیقاتی رپورٹ صفحہ ۲۳۲ وصفحہ ۲۳۱)

اس طرح یہ علماء ایک طرف مسلم کی صحیح اور متفقہ تعریف کرنے سے قاصر رہے تو دوسری طرف انہوں نے مسلمانوں کے تمام فرقوں اور جماعتوں کو اپنے فتووں کے ذریعہ سے دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا شغل جاری کر رکھا ہے۔

اور اب تو ان تمام کفر ساز ملاؤں اور ان کی تنظیموں نے مل کر امام الزمان اور مامور من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی طرف رُخ کیا ہے۔ اور ان کی طرف سے جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے اور مختلف قسم کے خلاف واقعہ امور کو دروغ گوئی اور چرب زبانی سے شہرت دینے کی کوشش کی جا رہی ہے مگر "مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ" کے مطابق یہ سب وہی اعتراضات اور الزام تراشیاں ہیں جو پہلے مامور من اللہ پر کئے گئے ہیں اور ان میں سے کوئی الزام یا اعتراض ایسا نہیں جس کا معقول اور منقول طریق سے جواب نہ دیا گیا ہو۔

صدقات کے متعلق
سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو ..... کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں اس میں سب طاقتیں ہیں جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کی عقل پہنچتی ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔"

حضور رضی اللہ عنہ کا مذکورہ ارشاد ہماری جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں رکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور انور کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے۔ اور ساتھ جماعت کی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعائیں بھی کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواستہائے دعا

(۱) بذریعہ تار اطلاع ملی ہے کہ محترم مولوی محمد صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ بنگلہ دیش آجکل بیمار ہیں۔ پیشاب کی تکلیف ہے۔ میں احباب جماعت کی خدمت میں مولوی صاحب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جماعتی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برا ہونے کی توفیق صحت وعافیت کے ساتھ فرمائے آمین

(خاکسار۔ مرزا وسیم احمد)

(۲) مکرم سید عبد الہادی صاحب اورنگ آباد۔ عرصہ ۹ ماہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں بائیں پاؤں کے ٹخنہ کے پاس اور ایڑی میں درد رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا دشوار ہے تمام احباب جماعت کی خدمت میں دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ)

(۳) جماعت احمدیہ برما کے ایک مخلص دوست محترم عبد الستار صاحب کی صاحبزادی ناظمہ بی بی شدید طور پر بیمار ہیں کامل صحت کیلئے تمام احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ خاکسار محمد عمر مبلغ سلسلہ مدراس

احمدیت کے متعلق مخالفین کی پیدا کردہ بعض غلط فہمیوں کا جواب

مسئلہ ختم نبوت اور اس کی حقیقت

از مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب فاضل ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ

محض غلط فہمی پھیلانے کی خاطر جماعت احمدیہ پر ایک بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ احمدی معاذ اللہ ختم نبوت کے منکر ہیں یعنی یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اس طرح کی محض غلط فہمی پھیلا کر عامۃ المسلمین کو احمدیت کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے۔

اس اعتراض کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ محض ایک اتہام ہے۔ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ اور قرآن کریم کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہیں تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ مانیں۔ جبکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین ٹھہرایا ہے۔ ہمارا یہ چیلنج ہے کہ ہماری کسی کتاب سے جو آج تک شائع ہوئی ہو۔ یہ لکھا ہوا دکھایا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں ہیں۔ ہمارے اس چیلنج کے جواب میں کراچی کے رسالہ فاران نے یہ اعتراف کیا کہ انہیں تلاش بسیار کے باوجود بھی ایسا کوئی حوالہ نہیں ملا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"راقم الحروف نے اپنی کسی تحریر میں مرزا غلام احمد یا کسی دوسرے قادیانی لیڈر کا کوئی ایسا قول پیش نہیں کیا۔ جس میں یہ لکھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں تھے یا ختم نبوت کا عقیدہ غلط ہے۔ اس قسم کے الفاظ بے شک قادیانی لٹریچر میں نہیں ملتے"۔

(ماہنامہ فاران کراچی اکتوبر ۱۹۶۶ء)

دوسرا جواب۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۹۳ء میں جامع مسجد دہلی میں کھڑے ہو کر یہ اعلانِ عام فرمایا کہ

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔

اس اعلان عام کے ماتحت ہی ہمارے سلسلہ میں داخلہ کی جو شرائط مقرر ہیں اور جو بیعت فارم پر چھپی ہوئی ہیں ان میں یہ شرط موجود ہے کہ

"میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا"۔

پس جب اس اقرار کے بغیر ہمارے سلسلہ میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ تو ہم پر یہ اتہام لگانا کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں سراسر ظلم اور تعدی ہے۔

حضرات! ختم نبوت کی بابت ہم احمدی جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے الفاظ کی بابت سب مسلمان فرقے یہ مانتے ہیں کہ یہ کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور مدح میں بیان ہوئے ہیں اس لئے خاتم النبیین کے الفاظ کے معنی وہی درست قرار پائیں گے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت قائم ہو اور جو محاورہ عربی اور قرآن کریم کی دیگر آیات اور بزرگان امت کے اقوال سے ثابت ہوں اور جن سے تمام بنی نوع انسان پر آپ کی فضیلت ثابت ہو ہمارے نزدیک تمام وہ معانی درست اور قابل تسلیم ہیں۔ جن سے حضور کی شان اقدس ارفع و اعلیٰ نظر آئے۔ اس کے سوا اور معنے قابل تسلیم نہیں ہو سکتے۔

پہلے میں وہ معنی بیان کرتا ہوں جو عام طور پر علماء کی طرف سے بیان کئے جاتے ہیں۔ اور جو عوام میں مشہور ہیں۔

خاتم النبیین کے عام طور پر وہ معنے کئے جاتے ہیں کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں لیکن ان معنوں پر کئی سوال وارد ہوتے ہیں۔

پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مطلب کو ادا کرنے کے لئے عربی زبان میں لفظ خَاتِم ت کی زیر کے ساتھ آتا ہے لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ت کی زبر کے ساتھ لکھا ہے اور اس کے معنے مہر کے ہوتے ہیں۔ ختم کرنے والے کے۔ ان معنوں کو صحیح تسلیم کرنے سے تو العیاذ باللہ خدا تعالیٰ پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ وہ بیان تو اسم فاعل کرنا چاہتا تھا مگر اس نے اسم آلہ یعنی خاتَم ت کی زبر کے ساتھ بیان کر دیا۔

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کی اپنی امت میں نبوت پانے کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ تو چاہیئے تھا کہ مسلمانوں کی اکثریت میں بگاڑ پیدا نہ ہوتا۔ اور وہ حالات پیدا نہ ہوتے جو قرآن کریم کے مطابق انبیاء علیہم السلام کی آمد کے موقع پر پیدا ہوتے رہے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ۔
(صٰفّٰت)

یعنی پہلے جب کبھی لوگوں کی اکثریت بگڑ گئی۔ تو ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ نبی (نذیر) کو مبعوث فرمایا ہے اب جبکہ "نبوت بند" کر دی گئی تھی تو کم از کم امت محمدیہ میں تو یہ بات نہ ہوتی کہ اس کی اکثریت میں بگاڑ پیدا ہو جاتا لیکن کہا تو یہ گیا ہے کہ اسلام کا فقط نام رہ جائے گا۔ اور مسلمان یہود کے قدم بقدم چل کر اسی گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ جن میں یہود مبتلا ہو گئے تھے۔ پس جب امت کی اکثریت کا بگاڑ ممکن ہے تو اس کا علاج کیوں بند سمجھا جائے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نبیوں کی آمد کو بند کر دیا گیا تھا۔ تو پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ نبی اللہ آئیں گے۔ یہ تضاد نہیں ہے کیا وہ نبی نہ ہوں گے قرآن و حدیث میں کوئی ایسا ارشاد نہیں ہے جس میں کہا گیا ہو کہ وہ نبی نہ ہوں گے۔ بلکہ جیسا کہ صحیح مسلم میں آیا ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی بتایا ہے آنے والے مسیح وصف نبوت سے جدا نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ فرمایا "وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ"۔ پس جب ان کا آنا مسلم ہے تو یوں کیا کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کی آمد مسلم ہے۔ اور اس ضرورت کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنی اسرائیل کے ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو امت کو کیوں اس شرف سے محروم رکھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال فیض اور قوت قدسیہ سے امت میں ایسا انسان پیدا ہو جو اس شرف کا حامل ہو کہ حضور کے نور سے منور ہو کر اپنے زمانہ کی تاریکی کو دور کر سکے اور اس ضرورت پر اس خیر امت کے کسی فرد کو خدا تعالیٰ وہ مقام اور وصف عطا فرماتا۔ جو حضرت عیسیٰ کو دیا گیا۔ جبکہ قرآن نے اسلام کو شجرہ طیبہ قرار دیا ہے۔ اور جس کے باعث خدا نے کہا کہ اس کو ہر زمانہ میں عمدہ سے عمدہ پھل لگیں گے۔

پانچواں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بزرگان دین نے خاتم النبیین کے جو یہ معنی کئے ہیں کہ:۔

"آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے صاحب شریعت بنا کر بھیجے"۔
(تفہیمات الٰہیہ تفہیم ۵۳)

یہ معنی کیوں نہ تسلیم کئے جائیں

جب تک ان سوالات کو حل نہ کیا جائے نبیوں کے بند کرنے کے معنی درست نہیں ٹھہرائے جا سکتے۔

اب میں وہ معنی بیان کرتا ہوں جو جماعت احمدیہ تسلیم کرتی ہے اور جن معنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں۔ یا کمالات نبوت آپ پر ختم ہیں۔ اور یہ کوئی جدید معنی نہیں۔ بلکہ یہ معنی قرآن کریم حدیث اور بزرگان دین سے ثابت ہیں۔ چنانچہ [illegible] المنجد [illegible] ہیں جو دوسری چیزوں [illegible] سے اور اس نقش کے [illegible] ہمارے زبان میں مہر کہتے ہیں۔ چنانچہ مفردات راغب میں لکھا ہے۔

"الختم والطبع یقال لوجھین مصدر ختمت وطبعت وھو تاثیر الشیٔ کالنقش الخاتم والطابع والثانی الامر الحاصل علی شیٔ"

یعنی حقیقی طور پر لفظ ختم دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اول مصدری معنی جیسے مہر اور انگوٹھی کا نقش پیدا کرنا۔ دوم۔ حاصل شدہ نقوش

حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بادشاہوں کو خطوط لکھوائے تو صحابہ کے مشورہ سے آپ نے ایک "خاتم" تیار کروائی جس میں "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ تھے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

"اتخذ خاتما من فضۃ"

یعنی رسول اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی خاتم یعنی مہر بنوائی۔

مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی نے آیت خاتم النبیین کا ترجمہ یوں لکھا ہے۔

"محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں۔"

(ترجمۃ القرآن مطبوعہ بجنور)

مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے خاتم کے معنے مہر کے کئے ہیں چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

"خاتم بفتح تا کا اثر اور فعل مختوم علیہ میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے۔ حاصل مطلب آیت کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوت معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔"

(تحذیر الناس ص)

تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے تا کی زبر کی صورت میں اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر بن گئے۔

ان حوالہ جات سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ لفظ خاتم بفتح التاء کے معنی مہر کے ہیں اور یہ لفظ خاتم النبیین میں جمع مذکر سالم کی طرف مضاف ہے۔ اس مرکب اضافی یعنی خاتم النبیین کے معنی ہیں۔ "نبیوں کی مہر"۔ چونکہ اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو مہر قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے اس سے واضح طور پر یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جو خوبیاں مہر میں ہوتی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں پائی جاتی ہیں

مہر کی پہلی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ ان تمام حروف کی جامع ہوتی ہے جن کا نقش پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے نبیوں کی مہر سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا جامع ہے

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دوسری خوبی مہر میں یہ ہوتی ہے کہ جس جگہ وہ لگائی جاتی ہے۔ وہاں وہ تمام نقوش پیدا کر دیتی ہے۔ جو اس میں کندہ ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے مہر بمنزلہ والد اور اصل کے ہوتی ہے۔ اور اس کے لگنے سے جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ بمنزلہ مولود اور ظل کے ہوتا ہے۔ اور یہ ظل اصل کے لئے بطور شاہد ہوتا ہے اور اصل اس کا مشہود ہے اسی بنا پر بزرگان امت نے تحریر فرمایا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مظہر ہوگا۔ اور جو تاریکی کے زمانہ میں آئے گا جس پر خاتم النبیین کا پورا پرتو پڑے گا۔ اور اسی وجہ سے وہ تمام انبیاء کے اوصاف کا مظہر ہوگا۔

چنانچہ بحار الانوار میں امام باقر صاحب رح فرماتے ہیں

یقول المھدی یا معشر الخلائق الا ومن اراد ان ینظر الی ابراھیم واسماعیل فھا انا ذا ابراھیم واسماعیل الا ومن اراد ان ینظر الی موسیٰ ویوشع فھا انا ذا موسیٰ ویوشع الا ومن اراد ان ینظر الی عیسیٰ وشمعون فھا انا ذا عیسیٰ وشمعون الا ومن اراد ان ینظر الی محمد فھا انا ذا محمد۔

(بحار الانوار جلد ۱۳ ص)

یعنی امام مہدی علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہوں گے۔ اسی طرح حضرت محی الدین ابن عربی کے قول کی تشریح میں شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے۔

ان المھدی الذی یخرج فی اٰخر الزمان تکون جمیع الانبیاء تابعین لہ فی العلوم والمعارف لان قلبہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی مہدی جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ تمام انبیاء علیہم السلام علوم ومعارف میں اس کے تابع ہوں گے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا۔ اور اس کا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے۔ یعنی وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔

تیسری خوبی مہر میں یہ پائی جاتی ہے کہ جو کاغذ اس کے نیچے آتا ہے وہی اس کا نقش قبول کرتا ہے اور جو ادھر ادھر رہ جاتا ہے وہ کچھ بھی اثر قبول نہیں کرتا۔ پس اس اعتبار سے خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوگا کہ جو آپ کی کامل اطاعت کرے گا وہ تو نبیوں کے نقوش قبول کرے گا۔ لیکن جو آپ کا اطاعت گزار نہ ہو وہ کوئی روحانی مقام حاصل نہ کر سکے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ خاتم النبیین بیان کرنے کے بعد فرمایا "وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا" کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت مومنوں کے لئے بڑی بشارت ہے اور وہ یہ کہ ان کو فضل کبیر دیا جائے گا اس فضل کبیر کی جو بشارت دی گئی اس کا ذکر خدا تعالیٰ نے سورہ نساء میں یوں بیان فرمایا ہے۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ان لوگوں میں سے ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبی صدیق شہید صالح اور انکو رفاقت حسنہ حاصل ہوگی۔ یعنی انعام یافتہ لوگوں کے ہم مرتبہ ہوں گے۔ یہ وہ فضل ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے امت کو حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت کو خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۹۷)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بابت فرمایا۔

"لو عاش لکان صدیقا نبیا۔"

(ابن ماجہ کتاب الجنائز)

یعنی میرا بیٹا ابراہیم اگر زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی رہتا۔

اسی طرح امام ابن حجر ہیثمی نے اپنی کتاب فتاوی حدیثیہ میں ذیل کی حدیث درج کی ہے۔

عن علی ابن ابی طالب لما توفی ابراھیم ارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی امہ ماریۃ فجاءتہ وغسلتہ وکفنتہ فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخرج معہ الناس فدفنہ وادخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فی قبرہ وقال اما واللہ انہ لنبی ابن نبی +

حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ جب ابراہیم (فرزند رسولؐ) وفات پا گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی والدہ ماریہ کو بلا بھیجا وہ آئیں اور اسے غسل دیا۔ اور کفن پہنایا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر نکلے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ نکلے۔ اور آپ نے اسے دفن کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس کی قبر میں داخل کیا اور فرمایا

"خدا کی قسم یہ ضرور نبی ہے اور نبی کا بیٹا ہے"۔

(کنز العمال جلد ۶ ص۱۱۸)

امام ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

"اگر صاحبزادہ ابراہیم زندہ ہوتے تو نبی ہو جاتے تو آنحضرتؐ کے تابع امتی نبی ہوتے اور یہ خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپکی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔"

(موضوعات کبیر ص۹۷)

اس حدیث سے ایک دوسری حدیث جس میں حضور نے فرمایا ہے

لا نبی بعدی

یعنی میرے بعد نبی نہیں، حل ہو جاتی ہے کہ اس دوسری حدیث میں ایسے نبیوں

کی آمد کی ممانعت ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع اور اُمتی نہ ہوں۔ ایسے نبی نہیں آسکتے۔ البتہ آپ کا متبع نبی آسکتا ہے۔ اسی لئے بزرگانِ امت نے لکھا ہے کہ حدیث لَا نبیَّ بعدی کے معنی ہیں لا مشرّع بعدی۔ قرآن کریم اور حدیث سے کوئی ایک حوالہ بھی نہیں مل سکتا جس میں یہ لکھا ہو کہ آپؐ کا اُمتی نبی نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی دروازہ پر لکھا ہو کہ "بغیر اجازت اندر آنا منع ہے۔" تو اس کا مطلب یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ اعلان غیروں کے لئے ہے۔ اپنوں کے لئے نہیں۔

یہاں سے ان لوگوں کی غلطی بھی واضح ہو جاتی ہے جو یہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک من گھڑت تاویل ہے۔ قرآن کریم میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کے معنی نیا یا پیدا ہونے کے کئے جا سکتے ہوں۔ حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور حضور نے اُن کے متعلق فرمایا نبیّ ابنُ نبیّ۔

خاتَم کے دوسرے معنے علامہ الوسیؒ نے آخری نبی کئے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ ان معنوں کو بھی تسلیم کرتی ہے۔ لیکن عوام النّاس آخری نبی کا جو یہ مفہوم لیتے ہیں کہ آپ کا ظہور سب نبیوں سے آخر میں ہوا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مفہوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے موجبِ فضیلت نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی بھی فرماتے ہیں:-

"عوام کے نزدیک خاتَم
بایں معنی کہ آپ آخری نبی
ہیں۔ لیکن اہلِ فہم پر روشن
کہ تاخر زمانی بالذات فضیلت
کی چیز نہیں۔"

چونکہ آخری نبی کا یہ مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے منافی ہے۔ اِس لئے ہمارے نزدیک بھی درست نہیں۔

جماعتِ احمدیہ اس بارہ میں یہ کہتی ہے کہ لفظ اوّل اور آخر کی حقیقت سمجھنے کے لئے نسبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یعنی جب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص اوّل آیا تو ہمیں دریافت کرنا پڑے گا کہ کس سے اوّل۔ اور یہی لفظ آخر کا حال ہے۔ کہ کس سے آخر۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عالی مقام دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قوسِ الوہیت اور قوسِ بشریت کے درمیان وتر ہیں۔ پس جب مخلوق سے خالق کی طرف جائیں گے تو آخری وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ اور جب خالق سے مخلوق کی طرف رجوع کریں گے تو اوّل وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔

خاتم النبیّین کے تیسرے معنے افضل النبیّین بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ خاتَم بفتح التاء جب جمع مذکر سالم کی طرف مضاف ہو کر آئے تو اس کے معنی افضل کے ہوتے ہیں جیسے خاتم الشعراء کے معنی ہیں افضل الشعراء۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی انت خاتم الاولیاء کما انا خاتم الانبیاء۔ یعنے اے علی تو ولیوں کا خاتم ہے جیسے مَیں نبیوں کا خاتم ہوں۔ اِس حدیث میں خاتم الاولیاء کے یہ معنی نہیں کہ حضرت علی کے بعد کوئی ولی نہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ ولی تو ہوں گے لیکن علی جیسے نہ ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے
کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء
ہیں کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوت
آپؐ پر ختم ہیں اور دُوسرے
یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت
لانے والا رسُول نہیں اور نہ کوئی
ایسا نبی ہے جو ان کی نبوت
سے باہر ہو بلکہ ہر ایک
کو جو شرفِ مکالمہ الٰہیہ ملتا
ہے۔ وہ انہی کے فیض اور
انہیں کی وساطت سے ملتا ہے۔"
(تتمہ چشمۂ معرفت صفحہ ۹)

خلاصہ کلام یہ کہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین مانتی ہے اور اس [illegible] تمام معانی کو قبول کرتی ہے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر ہوتی ہو۔ اور جن کی تصدیق قرآن مجید، احادیثِ رسُولؐ اور اقوالِ بزرگان سے ہوتی ہو۔

منقولات

بلاتبصرہ

حسبِ ذیل مضمون روزنامہ ہندسماچار مجریہ ۲ اگست ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا ہے جسے ہم ان لوگوں کی ضیافتِ طبع کے لئے بلا تبصرہ ذیل میں درج کر رہے ہیں جن کے نزدیک شورش کاشمیری صاحب "قادیانیوں کے لئے شمشیرِ بے نیام" ہیں۔ دیکھیں ان کے اس بزرجمہر کو دُوسری دُنیا کس نظر سے دیکھتی ہے۔ اور اُن کا افسانہ کن الفاظ میں بیان کرتی ہے —— (ایڈیٹر بدر)

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا؟

مولانا مودودی اور کامریڈ شورش کاشمیری

پاکستان میں اینٹی احمدیہ تحریک کے لیڈروں پر نئی روشنی

ان دنوں پاکستان میں احمدیہ جماعت کے خلاف جو ہنگامہ بپا ہے اور جس طرح اُن پر "مشین گنوں" سے گولیاں برسائی جا رہی ہیں اس سے دُنیا بے خبر نہیں ہے لیکن شاید کسی کو یہ معلوم نہیں کہ "کفر و اسلام" کی اس جنگ کے رہنماؤں کی حقیقت کیا ہے چنانچہ یہ مضمون اِس جنگ کے رنگ لیڈر مولانا "مودودی" یعنی جماعتِ اسلامی پاکستان کے امیر اور اُن کے لفٹنٹ کامریڈ شورش کاشمیری کے مختصر حالات پر مبنی ہے۔ امید ہے کہ اس مضمون کو دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

(از: ڈاکٹر بیتاب۔ علی پوری۔ سونی پت)

پاکستان میں "اینٹی احمدیہ تحریک" کے دو لیڈر جو آج کل بساطِ سیاست پر نمودار ہوئے ہیں، اُن میں ایک "جماعت اسلامی پاکستان" کے امیر ربّانی مولانا مودودی اور دوسرے اُن کے لیفٹیننٹ کامریڈ شورش کاشمیری ہیں۔

—— مولانا مودودی" اصل میں دلّی کے کوچہ پنڈت کے رہنے والے ہیں۔ اور کسی زمانہ میں روزنامہ "الجمعیۃ" کے سب ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں ۱۹۳۷ء میں انہوں نے مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور پٹھانکوٹ کے قریب "دارالسلام" کے نام جماعتِ اسلامیہ کا مرکز بنایا۔ اور یہیں سے ایک ماہنامہ "ترجمان القرآن" جاری کیا۔ اور "حکومتِ الٰہیۃ" یعنی "رام راجیہ" کے قیام کے لئے مضامین لکھنے شروع کئے۔

.... چونکہ احمدیوں کی طرح جماعتِ اسلامی کے پیروکار بھی اکثر پڑھے لکھے ہیں۔ اس لئے مولانا مودودی کے دل میں یہ خیال موجزن ہوا کہ ان کے پیروکار بھی بڑے بڑے عہدوں پر ہونے چاہئیں۔ اور ایسا جب ہی ہو سکتا ہے کہ احمدیوں کے اثر و رسُوخ کو ختم کر دیا جائے۔ پاکستان میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان جھگڑا حقیقت میں مذہبی نہیں ہے۔ بلکہ یہ جنگ خالص نوکریوں کی جنگ ہے۔

کامریڈ شورش کاشمیری

پاکستان میں "اینٹی احمدیہ تحریک" کے سلسلہ میں "جماعتِ اسلامی" کے امیر مولانا مودودی کے لیفٹیننٹ اِن دنوں کامریڈ شورش کاشمیری بنے ہوئے ہیں۔ جناب شورش کاشمیری پاکستان میں "پولیٹیکل گرگٹ" اور "دل بدلو" کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔ اُن کا اصلی نام "کامریڈ عبدالکریم اُلفت" ہے اور "احسان دانش" کا بیان ہے کہ وہ اُن کے شاگرد ہیں۔ اور ایک نانبائی کے لڑکے ہیں۔ جسے زمانے نے ایک مشہور صحافی بنا دیا ہے۔ کہ کامریڈ کاشمیری امرتسر کے کشمیری ہیں۔ اُن کے والد کا نام میاں نظام الدین ہے۔ جو انارکلی لاہور کی ایک فرم میں "ٹین سازی" کا کام کیا کرتے تھے اور انارکلی کے چنگڑ محلہ میں سکونت رکھتے تھے۔ میاں نظام الدین کے تین لڑکے تھے (۱) عبدالکریم (۲) اقبال احمد اور تیسرے کا نام اس وقت ذہن سے اُتر گیا ہے۔ اور یہ تینوں بدنامِ زمانہ قادیانی پٹھان خان غازی کابلی کے حلقۂ محبت میں داخل ہوئے تو عبدالکریم شورش کاشمیری اور اقبال احمد "یورش کاشمیری" اور تیسرے بھائی "لغورش کاشمیری" کے نام سے مشہور ہوئے۔ نمبر ایک جو اِن آدارہ گرد کاشمیری" اپنے ابّاجان میاں نظام الدین کے ساتھ ہی ٹین سازی کا کام کرنے لگے۔ مولانا ظفر علی خاں آف "زمیندار" "شورش کاشمیری کو "مُرغِ بادنما" کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ "شورش" ہمیشہ ہی "چلو اس طرف کو جدھر کی ہوا ہو" عمل پیرا ہوا کرتے تھے۔

۱۹۳۵ء میں جب لاہور میں مسجد شہید گنج کا آندولن جاگا تو کامریڈ شورش کاشمیری مولانا ظفر علی خاں کے "نیلی پوشوں" میں جا شامل ہوئے۔ اور "سُرخپوشوں" کو گالیاں دیتے اور احرار نیتاؤں کے خلاف دھواں دھار تقریریں کرتے رہے۔ اور اس طرح احمدیوں اور احراریوں کے سیاسی مخالفوں نے شورش کی اقتصادی مدد بھی کی۔ لیکن شہید گنج کا آندولن ٹھنڈا پڑ گیا۔ تو "زمین گول ہے" کے مصداق شورش کاشمیری اپنے "کابلی پٹھان" کے پاس واپس آگئے اور اس نے اسے "احراری بلم شیردں" میں بھرتی کرا کے سر سکندر کے خلاف سِول نافرمانی کرا کے جیل بھجوا دیا۔ چونکہ جیل میں اُس کے ساتھ حکّامِ جیل نے "ناگفتہ بہ سلوک" کیا تھا اس لئے رہائی کے بعد اتحاد پارٹی اور سر سکندر کی حکومت کے کٹر دشمن بن گئے۔ اُن ہی دنوں میں لاہور میں مسٹر عبدالقیوم سرحدی کی صدارت میں "احرار مسلم سٹوڈنٹس" کا اجلاس ہو رہا تھا۔ چونکہ یہ کانفرنس کابلی پٹھان کی کوششوں کی مرہونِ منت تھی اور مسٹر عبدالقیوم کو بھی یہی پٹھان لائے تھے اس لئے اس نے کامریڈ شورش کاشمیری کو بھی سٹیج پر تقریر جھاڑنے کا موقعہ دیا [illegible] اس وجہ سے مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری سخت ناراض ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی تقریر میں چودھری افضل حق اور خان غازی کابلی کو جھاڑتے ہوئے کہا کہ ایسے نوجوانوں کو جن کا حسب و نسب تک معلوم نہیں اور جو کل احرار

کو گالیاں دے کر پیٹ پوجا کیا کرتے تھے۔ وہی اب احرار کے اسٹیج سے احرار کے مخالفوں کو گالیاں دے کر کام چلانا چاہتے ہیں۔ میں ایسے بے اصولے اور گندہ دہن لوگوں کو مجلس احرار میں برداشت کرنے کو ہرگز تیار نہیں۔ اس پر کامریڈ شورش کاشمیری جلسہ گاہ سے ایسے بھاگے کہ کئی دنوں تک لاہور کی گلیوں میں نظر نہیں آئے۔ آخرکار چودھری افضل حق۔ مولانا مظہر علی اظہر۔ اور خان غازی کابلی نے سید بخاری کا غصہ ٹھنڈا کیا۔ اور شورش کاشمیری کو معافی دلائی۔

ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگِ عظیم چھڑ دی تو احرار نے امرتسر سے جنگ کے خلاف سول نافرمانی شروع کی جس میں کامریڈ شورش کاشمیری بھی گرفتار ہوئے۔ لیکن اپنی بدزبانی کی وجہ سے حکامِ جیل کے مظالم کا شکار ہونے کے ساتھ "اخلاقی امراض" کے بھی شکار ہوتے۔ جیل میں مسٹر کابلی اور اُن کے والد میاں نظام الدین بھی اکثر ملاقاتیں کیا کرتے تھے۔ ان دنوں "مسٹر کابلی" پنجاب اور صوبہ سرحد کی سیاسی فضاؤں پر چھائے ہوئے تھے۔ کابلی نے اپنے دوست سورگیہ مہاشہ کرشن سے شورش کاشمیری کی مظلومیت کی داستان بیان کی۔ تو مہاشہ کرشن نے کئی مضامین شورش کے لئے لکھے۔ جن پر وقت سے بہت پہلے شورش کاشمیری لاہور سنٹرل جیل میں لائے گئے۔ اور پھر چند دنوں کے بعد رہا کر دیئے گئے۔ لاہور سنٹرل جیل میں کابلی نے شورش کی ملاقات کامریڈ یوسف مہر علی سے بھی کرائی۔ اور دوسرے لیڈروں سے بھی

جیل سے رہائی کے بعد شورش نے احرار کو چھوڑ کر مولانا آزاد سے کسی نہ کسی طرح تعلقات پیدا کئے۔ اور ان کی مالی امداد سے سیاست کی پُرخار وادی سے نکل صحافت کے میدان میں آئے۔ ایک روزنامہ "آزاد" اور ایک ہفت روزہ "چٹان" لاہور سے جاری کیا۔ آزاد تو مولانا آزاد کی موت کے ساتھ بند ہو گیا۔ اور "چٹان" اب تک جاری ہے۔ اور اس کی وجہ سے شورش کاشمیری "چٹانیہ" مشہور ہیں۔ شورش مولانا ظفر علی خان کی طرح ایک ایسے دریا کی طرح ہیں جو ہمیشہ اپنا رُخ بدلتا رہتا ہے۔ نیلی پوشوں۔ سُرخپوشوں۔ خدائی خدمت گاروں کانگرسیوں کے بعد اب ان دنوں "جماعتِ اسلامی" میں گرج رہے ہیں۔ اور احمدیوں کے خلاف مولانا مودودی کے لیفٹیننٹ بنے ہوئے ہیں۔ بقول،

"انقلابات ہیں زمانے کے"

بعض لوگ تاریخ کو اپنے ذوق کے مطابق مرتب کرتے ہیں۔ اور حقائق کو سیاسی مصلحتوں کے تحت نظر انداز کر دیا کرتے ہیں۔

چنانچہ شورش کاشمیری کے متعلق بھی سیاسی اور ذاتی دوستانہ مصلحتوں کے تحت لکھا جاتا ہے۔ حقیقت صرف اس قدر ہے کہ شورش ایک "مرغ بادنما" ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ــــ!

(روزنامہ ہند سماچار جالندھر مورخہ ۲ اگست ۷۴ء)

افسوس مکرم مستری عبدالغفور صاحب درویش اچانک وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

قادیان ۴ ظہور (اگست)۔ افسوس کل دو بجے دوپہر نہایت مختصر سی علالت کے بعد مکرم مستری عبدالغفور صاحب درویش اچانک وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مکرم مرحوم دفتر محاسب میں پہریدار کے طور پر سلسلہ کی خدمت بجالانے پر مامور رہے ہیں۔ اور فارغ وقت میں لوہاری کا کام کرتے تھے۔ آج کی ڈیوٹی سے قبل آپ اپنے محلہ سے باہر کسی ایک غیر مسلم دوست کے ہاں کچھ کام کر کے آئے تو بوجہ گرمی دل میں تکلیف محسوس کی اور مناسب طبی امداد بہم پہنچی مگر تقدیر الٰہی غالب آئی۔ اور وہ آناً فاناً اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مکرم مستری صاحب کی اچانک وفات کی خبر تمام درویشان کے لئے گہرے رنج والم کا باعث ہوئی کہ اُن کا ایک مخلص درویش بھائی ناگہانی طور پر ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔

بعد از تجہیز و تکفین بوقت چھ بجے بعد از نمازِ عصر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے درویشان کی بھاری جمعیت کے ساتھ لنگرخانہ کے احاطہ میں نمازِ جنازہ ادا کی۔ اور موصی ہونے کے سبب مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ مرحوم بڑے ہی مخلص، مستعدی سے اپنے فرائضِ منصبی کو ادا کرنے والے۔ نماز، روزہ اور شعائرِ اسلامی کے سختی سے پابندی کرنے والے۔ سلسلہ کا خاص درد رکھنے والے۔ ہمدرد دوست۔ اور مخلص انسان تھے۔ غیر مسلموں میں خاص محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی ناگہانی وفات کی خبر سنتے ہی بہت سے غیر مسلم بھی مرحوم کے جنازہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور تعزیت کے لئے آئے۔

مکرم مستری صاحب کی دوسری شادی مرحوم ماسٹر نثار محمد صاحب آف راٹھ کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی۔ اُن کی اہلیہ ان دنوں اپنے وطن گئی ہوئی تھیں۔ اس لحاظ سے مکرم مستری صاحب کی وفات کا صدمہ اُن کے لئے زیادہ ہے۔ راٹھ والوں کی وسیع برادری کے بہت سے رشتہ دار قادیان میں ہیں۔ اداره بدر ان سب سے نیز راٹھ والے تمام دیگر رشتہ داروں سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دُعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قُربِ خاص میں جگہ دے اور درجات بلند کرے۔ اور اُن کے جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق دے آمین ٭

تبصرہ

دردمند دل کی آواز، خطبہ جمعہ

یہ وہ حقیقت افروز خطبہ جمعہ ہے جو حضرت امام جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں بتاریخ ۲۸ جون ۷۴ء ربوہ میں ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ میں حضور نے بڑی ہی جامعیت کے ساتھ اُس اہم مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جو اس وقت پاکستان میں بالخصوص اور ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بالعموم موضوعِ بحث بنا ہوا ہے یعنی "جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا"۔ حضور نے اس بات کو نہایت درجہ عام فہم اور مدلل انداز میں واضح فرمایا ہے کہ ہر شخص کا مذہب اور عقیدہ وہ ہے جس کا وہ خود اعلان کرے۔ یہ وہ بُنیادی حق ہے جسے نہ صرف حقوقِ انسانی کے بین الاقوامی منشور میں بلکہ خود پاکستان کے اپنے آئین میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کوئی شخص اس امر کا مجاز نہیں کہ وہ دُوسرے کے مذہب اور عقیدہ کا اعلان یا فیصلہ کرے۔ حضور اقدس نے خدا اور مذہب میں یقین نہ رکھنے والے کمیونسٹ لیڈروں کی تحریرات کے حوالہ سے اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت پیش فرمایا ہے کہ ان کے ہاں بھی ہر شخص کے لئے مذہب اور عقیدے کی آزادی کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔

اس خطبہ میں حضور نے علماء کے فتاوٰی کا بھی جائزہ پیش کرتے ہوئے یہ حقیقت منکشف فرمائی ہے کہ علماء کے ایسے فتووں میں کوئی قرار نہیں۔ آج ایک فتویٰ دیا۔ دس دن بعد دُوسرا دیا۔ آج ایک فتویٰ دیا بارہ سال بعد ایک دُوسرا اور پہلے سے بالکل متضاد فتویٰ دے دیا۔ اس لئے علماء کے روز بروز بدلتے ہوئے فتوے نہ تو قابلِ قبول ہیں اور نہ ہی کسی بھی معقولیت پسند انسان کے لئے قابلِ استناد ٹھہرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور نے شاہ فیصل کے اپنے خاندان کے متعلق علماء کے بدلتے فتاوٰی کی شاندار مثال دی۔ جبکہ ایسے فتاوٰی کی بناء پر وہابی عقیدہ رکھنے کی وجہ سے ایک عرصہ تک اُن کا خاندان حج بیت اللہ شریف سے محروم رکھا گیا۔ لیکن جونہی یہ خاندان ۷۴ سال قبل شاہ فیصل کے والدِ ماجد کے زمانہ میں برسرِاقتدار آگیا تو علماء کے فتوے بھی یکسر بدل گئے ــــ!! اس لئے علماء کے فتووں کی کوئی قدر یا وقعت نہیں۔ اور نہ ہی اُن پر بنیاد رکھ کر کسی فرقہ یا فرد کو اس کے بنیادی حق سے محروم کیا جاسکتا ہے۔ جس کی بین الاقوامی منشور سے لیکر پاکستانی آئین تک میں گارنٹی دی گئی ہے۔

حضور اقدس کا یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ پہلے سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوا اب اس کے افادی پہلو کے پیشِ نظر اسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر دے محترم مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب آف یادگیر کہ انہوں نے اپنے خرچ پر اسے خوبصورت لکھائی چھپائی کے ساتھ نہایت دیدہ زیب شکل میں $\frac{20\times30}{16}$ سائز پر شائع کیا۔ اب ضرورت ہے اس بات کی کہ اسے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا کرے اور ہمارے برادرانِ اسلام جو اس سلسلہ میں غلط فہمیوں کا شکار ہو رہے ہیں، اُن کی یہ سب غلط فہمیاں جلد دُور ہوں آمین ٭

دو گمشدہ بچوں کیلئے درخواستِ دُعا

لطیف نگر پکی سرائے، مظفر پور (بہار) سے ایک دوست مکرم ڈاکٹر ایم نیّر صاحب لکھتے ہیں کہ اُن کے دو بچے یکے بعد دیگرے گھر سے غائب ہو گئے۔ چھوٹا بچہ مسمّٰی مزمّل حسین نیّر عُرف للجن بعمر پانچ سال ۷ اپریل کو دس بجے دن گھر سے غائب ہو گیا۔ رنگ سانولا ختنہ ہونے کی وجہ سے ننگا تھا۔ عزیز کا چہرہ تھوڑا سا نیپالی جیسا معلوم ہوتا ہے ــ اس کے ۲۵ دن بعد ۳ مئی کو بوقت دو بجے دن اس سے بڑا لڑکا شرجیل حسین نیّر عرف شبّر عمر تقریباً ۱۱ سال رنگ سانولہ آواز مہین سر بڑا۔ قد ناٹہ۔ دُبلا پتلا۔ پیر کے اُوپر کے حصے میں ایک زخم کا نشان بہت تلاش کے باوجود دونوں بچے تاحال نہیں مل سکے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف تمام احمدی احباب سے بچوں کے مل جانے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ والدین کی آنکھوں کو ان کے بچوں کے مل جانے سے ٹھنڈا کرے آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

اِسلام ۔ اور ۔ آزادیٔ ضمیر و مذہب ..... بقیہ صفحہ (۲)

اشاعت کرنا چھوڑ دیں گے ؟ ہرگز نہیں ! ہرگز نہیں !! العیاذ باللہ ۔ پھر کیا عجیب بات نہ ہوگی کہ احمدی پاکستان میں تو غیر مسلم ہوں گے مگر دوسرے ملکوں میں وہ مسلمان ہوں گے ـــ !!

بھائیو ! احمدی بفضلہ تعالےٰ مسلمان ہیں اور رہیں گے ۔ شریعتِ اسلام ان کا اوڑھنا بچھونا ہے ۔ وہ اسلام میں ہی اپنی نجات سمجھتے ہیں ۔ وہ خدمتِ اسلام میں ہی قربان ہوجانا اپنے لئے موجبِ سعادت سمجھتے ہیں ۔ اُن کے ایمان اور اسلام کو اُن سے دُنیا کی کوئی طاقت چھین نہیں سکتی ۔

(۶)

اِن مخدوش حالات میں ہم ہندوستان کے عُلماء سے ایک سوال کرتے ہیں کہ اے علماءِ اسلام ھند ! ذرا خدا لگتی بات کہئے ! کہ ملک ہندوستان میں جس کی آبادی قریباً ۵۵ کروڑ ہے ۔ قریباً ۵ کروڑ مسلمان آباد ہیں پارلیمنٹ ہند میں غیر مسلم ممبران (M.Ps) کی اکثریت ہے اگر آج خدانخواستہ جن سنگھ یا ہندو مہاسبھا کی طرف سے یہ تحریک پارلیمنٹ میں پیش ہو جائے کہ ہندوستان میں بسنے والے ۵ کروڑ مسلمانوں کو بھی "غیر مسلم" ہی قرار دیا جائے کیونکہ اِن کے آباء و اجداد ہندو ہی تھے ۔ مُسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں ان کو مسلمان بنالیا گیا تھا ۔ اب ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی INDIANIZATION کرنے یعنی قومی دھارے میں شامل کرنے کے لئے قانوناً "غیر مسلم" ہی قرار دیا جائے اور خدانخواستہ پارلیمنٹ اکثریت کے دباؤ کے آگے جُھک کر اس مطالبہ کو تسلیم کرکے مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دے دیتی ہے تو ازرُوئے انصاف فرمائیں کہ کیا :ـ

(۱) ۔ ہندوستان کے ۵ کروڑ مسلمان اپنے آپ کو غیر مسلم سمجھ لیں گے ؟ کیونکہ پارلیمنٹ ہند کا فیصلہ ہے !! پارلیمنٹ کے اس فیصلہ کے ساتھ پانچ کروڑ مسلمانوں کے دِلوں سے ایمان و اسلام نکل وہاں کُفر بھر جائے گا ؟

(۲) کیا ہندوستان کے مُسلمان اس فیصلہ کے بعد مسجدوں کو مسمار کر دیں گے ۔ نماز ، روزہ اور دیگر اسلامی ارکان کی بجا آوری چھوڑ دیں گے ؟

(۳) اگر پارلیمنٹ کے اس فیصلہ کی آڑ لے کر غیر مسلم معصوم مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیں ۔ اُن کے مکانات کو لُوٹ لیں یا جلا دیں یا اُن کی مساجد اور لائبریریوں اور درسگاہوں کو آگ لگا دیں اور قرآن مجید کی بے حُرمتی کریں ۔ تو یہ پانچ کروڑ مسلمان ان حرکات کو بنظرِ استحسان دیکھیں گے جس طرح احمدیوں کے خلاف کئے جانے والے مظالم کو بنظرِ استحسان دیکھ رہے ہیں ؟

(۴) کیا ہندوستان کے مسلمان پارلیمنٹ کے اس فیصلہ کو بسروچشم قبول کرلیں گے یا اس کے خلاف آواز بلند کریں گے ؟ کہ کسی اسمبلی یا پارلیمنٹ کو مسلمانوں کے مسلم ہونے یا غیر مسلم ہونے کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ۔ پھر کیا یہ عجیب بات نہ ہوگی کہ ہندوستان میں مسلمان "غیر مسلم" قرار پائیں گے اور باقی ممالک میں ہندوستان کے مسلمانوں کو مسلمان ہی سمجھا جائیگا ۔

پس جب ہندوستان کے مسلمان اپنے ایمان و اسلام کے بارہ میں کسی پارلیمنٹ کے فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں تو احمدیوں کے بارہ میں کیوں خوش ہو رہے ہیں کہ پاکستان کی قومی اسمبلی ایک ناجائز اور ظالمانہ اور غیر منصفانہ طریق اپنا کر اگر احمدیوں کو "غیر مسلم" قرار دیدے تو اس کا فیصلہ صحیح ہوگا ؟ جس چیز کو وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتے احمدیوں کیلئے کیوں پسند کر رہے ہیں ؟ خدا کے لئے حق و انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑو ۔ حالات بدلتے ہوئے دیر نہیں لگتی ۔ جور و ظلم کبھی پھولتا پھلتا نہیں ، بالآخر حق و صداقت کا ہی بول بالا ہوتا ہے ۔ انشاء اللہ خدا تعالےٰ احمدیوں کا حافظ و ناصر ہوگا ۔ ہمارا توکل و انحصار اُسی کی ذات پر ہے ۔ فھو نعم المولیٰ و نعم النصیر !!

خوش قسمت قربانی کرنے والے

ہمسایہ ملک میں مخلص احمدیوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفوس و اموال پیش کر دیئے ۔ ایسے ہی صد مخلصین نے ہنستے کھیلتے جامِ شہادت نوش کر لئے ۔ اور ہمیشہ کی زندگی پالی ۔ اس سے ہمارے ایک درویش مکرم حاجی افتخار احمد صاحب اشرف نے متاثر ہوکر آئندہ پندرہ سال کا چندہ یکمشت ادا کر دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور برکات کا موجب اور دوسروں کیلئے ایک نیک نمونہ بنائے آمین ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ :ـ

"جن کے پاس کروڑوں روپیہ ہو تب بھی وہ کہیں گے کھانے کو ملتا نہیں ،
چندے کہاں سے دیں ۔ لیکن مومن کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو بھی یہی کہے گا
کہ بسم اللہ حاضر ہوں ...... انہی لوگوں کی کوشش سے فتح ہوتی ہے ۔"

جماعتیں اور احباب جنہوں نے قریباً پون سال گذرنے پر بھی وعدے نہیں بھیجے اور چندوں کی ادائیگی میں پیچھے ہیں غور فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ اُن کو توفیق دے اور حصولِ توفیق کے لئے حسب ہدایت حضرت مصلح موعود درگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہونے کی بھی توفیق مرحمت کرے آمین ۔ **وکیل المال تحریک جدید قادیان**

دُعائے نعم البدل :

مکرم بی ۔ ایم ۔ داؤد احمد صاحب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ہاں مورخہ ۲۱/ ۷ کو بنگلور میں لڑکی تولد ہوئی اور مورخہ ۲۸/۷ کو بقضائے الٰہی فوت ہوگئی ۔ اس سے قبل بھی ان کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہو کر فوت ہوگئی تھی ۔ جملہ احباب جماعت سے درخواستِ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل سے نوازے آمین ۔ خاکسار : بشارت احمد حیدر کارکن تحریک جدید قادیان

مرمت مقاماتِ مقدسہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکانات جو مقدس اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں مرورِ زمانہ کے باعث ان کی ضروری مرمت کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے ۔ یہاں تک کہ اب حمدیوں کے تعمیر شدہ کچھ مکانوں کی چھتیں اور دیواریں بارشوں کی وجہ سے بوسیدہ ہو گئی ہیں ۔ جن کا تعمیر اور مرمت کرنا نہایت ضروری ہے ۔ ہندوستان کی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مقدس مرکز قادیان کی زیارت کے مواقع حاصل ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس تخت گاہِ رسول کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں ۔ سہولت اور سعادت کا یہ تقاضا ہے کہ ہندوستان کے مستطیع احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکرانہ کے طور پر مرمت مقاماتِ مقدسہ کی اہم ضرورت کو پورا کریں ۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن
کروم لیدر اور ہیزین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں !
۵۸/۱ فیئرس لین کلکتہ ۱۲
AZAD TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA -12.
PHONE NO. 34-8407

ہر قسم کے پرزے
پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور کاربوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں !
AUTO TRADERS
16 MANGOE LANE CALCUTTA -1
آٹو ٹریڈرز
فون نمبرز : دکان ۲۲ - ۱۶۶۲ ، ۲۳ - ۵۲۲۲ مکان : ۳۴ - ۰۴۵۱
تار کا پتہ : "AUTOCENTRE"
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

ہر قسم اور ہر ماڈل
کی موٹر کار ، موٹر سائیکل ، سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمایئے !
آٹو ونگس
AUTOWINGS
32 SECOND MAIN ROAD, C.I.T. COLONY.
Phone No. 76360. MADRAS - 600004

پروگرام دورہ مکرم سید بدرالدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید

جماعت ہائے احمدیہ جنوبی ہند کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم سیّد بدرالدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیدارانِ مال اور احبابِ جماعت سے تعاون کی تحریک کی جاتی ہے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام جماعت	تاریخ پہنچنے	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ پہنچنے	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۱۵ ۸/۷۴	مدراس	۱۷ ۱۰/۷۴	۳	۲۰ ۱۰/۷۴
میرٹھ ۔ انجولی	۱۶ ۸/۷۴	۱½	۱۸ ۸/۷۴	املاپورم ۔ رازول	۲۱	۲	۲۳
دہلی	۱۸	۱	۱۹	جگنہ پیٹھ	۲۳	۱	۲۴
جے پور	۲۰	۱	۲۱	سری کاکولم	۲۴	۱	۲۵
اودے پور	۲۱	½	۲۲	حیدرآباد ۔ سکندرآباد	۲۶	۴	۳۰
کوٹہ ۔ کشن گنج	۲۲	۲	۲۴	شاذنگر	۳۰	½	۳۰
بمبئی	۲۵	۳	۲۸	محبوب نگر	۳۰ ۱۰/۷۴	½	۱ ۱۱/۷۴
باندہ ۔ ساونت واڑی	۲۸	۲	۳۰	چنتہ کنٹہ	۱ ۱۱/۷۴	۳	۴ ۱۱/۷۴
ہبلی	۳۰	۱½	۱ ۹/۷۴	[illegible]	۴	۱	۵
لونڈا	۱ ۹/۷۴	۱	۲ ۹/۷۴	اُدنگور	۵	۱	۶
نندگڑھ	۲	۱	۳	کرنول	۶	۱	۷
گندھی گواڑ	۳	½	۳	دیودرگ	۷	۲	۹
اناگی	۴	½	۵	نیماپور ۔ شوراپور	۹	۲	۱۱
بیلگام	۵	۱	۶	یادگیر	۱۱	۴	۱۵
سورب	۶	۱	۷	عثمان آباد ۔ گلبرگہ	۱۵	۱	۱۶
ساگر	۷	۱	۸	اورنگ آباد	۱۶	۱	۱۷
شموگہ	۸	۱½	۱۰	ظہیرآباد	۱۷	۱	۱۸
بنگلور	۱۰	۳	۱۳	سکندرآباد	۱۸	۱	۱۹
مرکرہ	۱۳	۱	۱۴	عادل آباد	۱۹	۱	۲۰
اُلال ۔ منگلور	۱۴	۲	۱۶	چنداپور ۔ کاماریڈی	۲۰	۲	۲۲
موگرال ۔ منجیشور	۱۶	۲	۱۸	حیدرآباد	۲۲	۲	۲۴ ۱۱/۷۴
پینگاڈی	۱۸	۳	۲۱	قادیان	۲۷ ۱۱/۷۴	-	-
کنانور	۲۱	۲	۲۳				
کوڈالی	۲۳	۱	۲۴				
کرڈالی	۲۴	۱	۲۵				
کوڈیاتھور	۲۵	۲	۲۷				
کالیکٹ	۲۹	۳	۳۰				
پتہ پیریم ۔ نمبور	۳۰ ۹/۷۴	۱	۱ ۱۰/۷۴				
کیرولائی	۱ ۱۰/۷۴	۱	۲ ۱۰/۷۴				
مریاکنی	۲	۱	۳				
الانلور	۳	۱	۴				
منارگھاٹ	۴	۱	۵				
چیلاکرہ	۵	۱	۶				
آڑاپورم	۶	۱	۷				
ارناکولم	۷	۱	۸				
آدی ناڑ	۸	۱	۹				
کروناگاپلی	۹	۳	۱۲				
کوٹار	۱۳	۱	۱۴				
سنان کولم	۱۴	۱	۱۵				
شنکرن کوئل	۱۵	۱	۱۶				
میلاپالیم	۱۶	۱	۱۷				

پاکستان اسلام کا قبرستان بننے لگا

بنگلہ دیش کے احمدیوں کا پروٹسٹ

قادیانیوں پر کربلا دہرایا جا رہا ہے

ڈھاکہ 27 جولائی۔ بنگلہ دیش کے احمدیوں نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان میں احمدیوں پر کربلا دوہرایا جا رہا ہے۔ تاکہ اُن کی ہستی مٹائی جا سکے۔ وہاں قادیانیوں کے خلاف جو کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس کے بارے میں بنگلہ دیش جماعتِ احمدیہ نے ایک میمورینڈم پیش کیا ہے جس میں فوٹوگراف بھی دیئے گئے ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ سرکار کی خاموش رضامندی سے یہ جبر کیا گیا ہے۔ اس سے دُنیا کو یہ بتلانے والا تاثر دیا جا رہا ہے کہ خدا نہ کرے پاکستان اسلام کا قبرستان بننے جا رہا ہے۔ یہ میمورینڈم جو کہ ایک آئینی پروٹسٹ کے مترادف ہے بنگلہ دیش کے محکمہ خارجہ کی وساطت سے پاکستانی پرائم منسٹر کے پروٹوکول افسر کو بھیجا جا رہا ہے۔

(روزانہ ہند سماچار جالندھر مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء)

سیرالیون میں احمدی ڈاکٹروں کی بے لوث خدمات پر

سرکردہ راہنماؤں کا شاندار خراجِ تحسین

مغربی افریقہ کے ملک سیرالیون میں خدا تعالیٰ کے فضل سے "نصرت جہاں سکیم آگے بڑھو" کے زیرِ اہتمام جاری شدہ چار ہسپتالوں میں چھ احمدی ڈاکٹر شب و روز بنی نوعِ انسان کی بے لوث خدمت میں مصروف ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان مجاہدوں کے جذبۂ خدمت کو بے حد و حساب نوازتے ہوئے ان کی مقبولیت کو ملک کے عوام و خواص کے دلوں میں جاگزیں کر دیا ہے۔

ملک کے سرکردہ رہنماؤں نے حال ہی میں مختلف مواقع پر ہمارے ان بھائیوں کے کام کو جس رنگ میں سراہا ہے اس کی تفصیل سیرالیون کے امیر اور مبلغ انچارج مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب مُنیر کی زبانی سُنیئے۔ وہ سیرالیون سے اپنے خط مورخہ ۲۳ ۶/۷۴ میں لکھتے ہیں:-

۱۔ ۱۵ اپریل کو سٹیٹ ہاؤس میں آنریبل وزیرِاعظم Hon S. I. Koroma نے ملاقات کے دوران مسنگبی کے نصرت جہاں احمدیہ کلینک اور اس کے ڈاکٹر انچارج مکرم ملک طاہر محمود صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین ادا کیا اور کہا کہ معلوم نہیں کہ اُن کے پاس کونسا جادو ہے کہ جو مریض بھی وہاں جاتا ہے ان کی تعریف میں رطب اللسان ہوتا ہے اور اب میرے علاقہ سے جو مسنگبی سے تقریباً ۱۰۰ میل دُور ہے بڑی کثرت سے مریض ڈاکٹر صاحب کے پاس جا رہے ہیں۔

۲۔ نائیجیریا کے ہائی کمشنر مسٹر یوسف نے گزشتہ ماہ روکوپر کلینک دیکھا اور نئے کلینک اور ڈاکٹر محمد حسن صاحب کی شاندار مساعی کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور بے ساختہ کہنے لگے کہ واقعی جماعتِ احمدیہ انسانیت کی شاندار خدمات بجا لا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقیات عطا فرمائے اور اب دوسرے احمدیہ کلینک بھی دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

۳۔ کل شام مشن ہاؤس میں سیرالیون میں اقوامِ متحدہ کے مستقل مندوب MR. ALFRED EDWARD تشریف فرما تھے۔ گیمبیا کے ہائی کمشنر نے انہیں گیمبیا میں احمدیہ مشن کی شاندار کارگزاری سنائی۔ پھر الحاج مصطفےٰ سنوسی سابق نائب وزیرِاعظم اور صدر مسلم کانگریس نے سیرالیون میں جماعتِ احمدیہ کے شاندار کاموں کی تفصیل بتائی جس پر انہوں نے بتایا کہ وہ خود بھی روکوپر میں احمدیہ کلینک دیکھ چکے ہیں۔ اور ڈاکٹر سردار محمد حسن صاحب کی شاندار اور بے لوث مساعی کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے ہیں۔ اسی طرح فری ٹاؤن میں احمدیہ سیکنڈری سکول کی شاندار ترقی کو وہ خود گزشتہ چار سالوں میں مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اور بتایا کہ عیسائیوں کے بعد انہیں صرف احمدیہ مشنوں کی تبلیغی مساعی کو دیکھنے کا موقع مختلف ملکوں میں ملا ہے۔

۴۔ بو اجے بو احمدیہ ہسپتال میں ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب کے اپریشن خدا تعالیٰ کے فضل سے سو فیصد کامیاب ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ۔ جس کی شہرت کو سُن کر لوگ دُور دُور سے آ رہے ہیں۔ نئے ہسپتال کی تعمیر زوروں پر ہے۔ مکمل ہونے پر مریضوں کو مزید سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی، ان شاء اللہ العزیز۔

تحقیقاتی ٹریبونل کے سربراہ ربوہ میں

ربوہ ــــ تحقیقاتی ٹریبونل کے سربراہ مسٹر جسٹس کے۔ ایم۔ اے صمدانی نے ۲۰ جولائی کو ربوہ کا دورہ کیا اور وہ مقامات دیکھے جن کا واقعہ ربوہ کی تحقیقات کے سلسلہ میں دیئے گئے بیانات میں ذکر آیا تھا۔ مسٹر جسٹس صمدانی کے ہمراہ مختلف تنظیموں کے وکلاء بھی تھے جو تحقیقات کے دوران اپنے مؤکلوں کا نقطۂ نظر پیش کر رہے ہیں۔ وہ اس روز صبح بذریعہ کار ربوہ پہنچے اور پانچ گھنٹے تک مختلف مقامات کا معائنہ کرتے رہے۔ جسٹس صمدانی نے ریلوے اسٹیشن ربوہ سے معائنہ کا آغاز کیا۔ بعد ازاں آپ نے تحقیقات کے سلسلہ میں ہی صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے دفاتر نیز مختلف ادارہ جات بھی دیکھے۔ آپ مسجد اقصیٰ، دارالضیافت، ڈگری کالج، گرلز کالج، دفتر پرائیویٹ سیکرٹری، ربوہ ٹاؤن کمیٹی اور پولیس چوکی اور بہشتی مقبرہ میں بھی گئے۔ دورہ مکمل کرنے کے بعد آپ دوپہر کو واپس تشریف لے گئے۔

(الفضل ۲۲ ۷/۷۴)